بہار میں ابوالعلائی فیضان

حضرت سید شاہ حسین الدین احمد چشتی منعمی ابوالعلائی قدس اللہ سرہ

تقدیم وتہذیب

سید شاہ محمد صباح الدین چشتی منعمی

المکتبۃ العطائیہ، خانقاہ چشتیہ منعمیہ ابوالعلائی، رام ساگر، گیا، بہار

بہار میں ابوالعلائی فیضان

از

حضرت سید شاہ حسین الدین احمد چشتی منعمی ابوالعلائی قدس اللہ سرہ

تقدیم و تہذیب

سید شاہ محمد صباح الدین چشتی منعمی

المکتبۃ العطائیہ، خانقاہ چشتیہ منعمیہ ابوالعلائیہ، رام ساگر، گیا، بہار

©اطلاعات

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب :بہار میں ابوالعلائی فیضان

مولف :حضرت سید شاہ حسین الدین احمد قدس اللہ سرہ

تاریخ اشاعت :دسمبر ۲۰۱۸ء

ضخامت :

مطبع :تاج آفسیٹ پریس، دریاپور پٹنہ

قیمت :

ناشر :المکتبۃ العطائیہ، خانقاہ چشتیہ منعمیہ ابوالعلائیہ، رام ساگر، گیا، بہار

تعداد : ۱۰۰۰

فہرست

﴿عرض حال﴾

خانقاہ چشتیہ منعمیہ ابوالعلائیہ کے ماتحت ''المکتبۃ العطائیہ'' کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔جس میں پہلی کتاب ''ذکرعطا'' (تذکرۂ فانیؔ) ۲۰۰۰ء میں منظر عام پر آئی جس میں حضور قطب دوراں خواجۂ بہار سید شاہ عطا حسین فانیؔ رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات ہے۔دوسری کتاب ''ضیائے مصطفیٰ'' ۲۰۱۳ء میں حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد چشتی منعمی ابوالعلائی علیہ الرحمۃ کے تاثراتی تذکرہ پر مشتمل منظر عام پر آئی۔اس سلسلہ کی تیسری کڑی ''کلمات'' ۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی جو حضرت سید شاہ حسین الدین احمد صافیؔ علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ہے۔

حضرت صاحب سجادہ حضرت مولانا سید شاہ محمد صباح الدین چشتی منعمی ابوالعلائی کی سرپرستی میں مزید تحقیق وترجمہ،تصنیف وتالیف کا سلسلہ قائم ہے۔کتابیں زیر قطار ہیں۔ان میں سے اہم ترین کتاب ''کیفیت العارفین ونسبت العاشقین'' (فارسی) کا ترجمہ وتحقیق وتحشیہ کا کام ہو چکا ہے۔اس کی کمپوزنگ ہو رہی ہے۔ان شاء اللہ عنقریب طبع ہوگی۔اس کے علاوہ ''کنز الانساب'' (فارسی) کے ترجمہ وتحقیق وتحشیہ وکمپوزنگ ہو رہی ہے۔اللہ اسے بھی جلد از جلد زیور طبع سے آراستہ کرادے۔

ان کتابوں کے علاوہ دوسری تصانیف بھی طبع ہونے والی ہیں۔ان شاء اللہ

سید عطا احمد فضیل غفرلہ

مقدمہ

ازسید محمد صباح الدین منعمی، خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ، رام ساگر، گیا

زیرنظر رسالہ ''بہار میں ابوالعلائی فیضان'' حضرت سید شاہ حسین الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کی کاوش ہے۔ جسے آپ نے محرم ۱۳۵۲ھ میں ترتیب دیا تھا۔ اور ''دی قومی پریس لمیٹیڈ، بانکی پور، پٹنہ'' سے طبع ہوئی تھی۔ جس میں آپ نے ابولعلائی فیضان بہار میں کہاں کہاں پھیلا ہے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کی بنیادی معلومات بھی فراہم کی ہے۔ قارئین کے مدنظر یہ ضرور رہے کہ یہ رسالہ آج سے ۸۴ سال قبل لکھا گیا ہے۔ لہذا اس میں بعد کی معلومات مندرج نہیں ہوئی ہیں۔ مزید یہ کہ اس رسالہ میں اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے لہذا تفصیلات سے اعراض کیا گیا ہے۔ پھر

بھی یہ رسالہ سلسلۂ ابوالعلائیہ کے سلسلہ میں خصوصاً صوبۂ بہار کے لیے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

سلسلہ ابوالعلائیہ ایک عظیم سلسلہ ہے جس کی بنیاد حضرت امیر سید ابوالعلاء کی ذات پر ہے۔ سیدنا ابوالعلاء کی ذات کے سمجھنے سے ہی اس سلسلہ کی خمیر کا اندازہ ہوگا۔ سلسلۂ ابوالعلائیہ حضرت امیر سید ابوالعلاء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ یہ سارے سلسلے حقیقت میں نسبتوں کا اظہار ہیں۔ جب کوئی شخصیت روحانیت و تصرف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتی ہے تو اُس ذات کا خاص فیضان جو غالب و متصرف ہوتا ہے ،اس کی الگ شان و پہچان ہو جاتی ہے۔ جسے دیدۂ دل والے بخوبی امتیاز کر لیتے ہیں ۔سیدنا کو ابتداءً سلسلۂ چشتیہ میں خاص فیضان ملا پھر خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے حکم پر سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ اس طرح آپ مجمع البحرین ہوئے اور آپ کا فیضان بھی ان دو سلسلوں کا مرکب ہوا۔

حضرت سید شاہ حسین الدین احمد رحمہ اللہ (المولود ۱۳۰۳ھ المتوفی ۱۳۵۸ھ) صوفی صافی ،متبحر عالم ،خانقاہ کے سجادہ نشیں ،متحرک ،فعال مصلح ،عصری حالات و معاملات کے نبض شناس حکیم امت تھے۔ تصوف کے علم بردار تھے ۔جس کے لئے آپ نے ''حزب الفقرا'' قائم فرمائی اور پٹنہ میں اس کے کئی اجلاس ہوئے۔

آپ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ سنیچر کی رات کو اپنی نانیہال چھوٹا شیخپورہ، ضلع نوادہ میں ہوئی۔ آپ کا نسب امام باقر علیہ السلام سے ملتا ہے۔ وہ اس

طرح ہے۔

نسب نامہ......

حضرت سید شاہ حسین الدین احمد ابن حضرت سید شاہ نظام الدین ابن حضرت سید شاہ غلام قطب الدین ابن حضرت سید شاہ عطا حسین ابن حضرت سید شاہ سلطان احمد شہید ابن حضرت سید الواصلین مخدوم سید شاہ غلام حسین داناپوری ابن حضرت سید شاہ ولی اللہ ابن حضرت سید المجذ وبین سید شاہ محمد یسین ابن حضرت سید شاہ محمد باصر ابن سید شاہ سید حسین ابن سید اولیا ابن سید صدر جہان ابن سید قطب الدین ابن سید شاہ تقی الدین عرف بوڑھے ابن سید جلال الدین ابن سید محمد کالپوی ابن سید جمال الدین ابن سید علاء الدین کالپوی ابن سید تاج الدین دہلوی ابن سید محمد اسمعیل دہلوی ابن سید محمد اسحٰق لاہوری ابن سید محمد داؤد ابن سید محمد یعقوب لاہوری ابن سید محمد یوسف طوسی ابن سید عبداللہ طوسی ابن سید حسن طوسی ابن سید ابوالقاسم ابن سید ابوالقاسم ابن سید ابراہیم مدنی ابن سید اسمعیل ابن سید حسین مدنی ابن سید علی رضا مدنی ابن سید جعفر مدنی ابن سید محسن مدنی ابن سید محمد ہاشم ابن سید عبداللہ الباہر کتب الکریم ابن سیدنا محمد باقر ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین ابن سیدتنا فاطمۃ الزہرا بنت سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ابتدائی تعلیم نانیہال میں ہوئی۔ تکمیل مدرسہ نظامیہ، گیا سے ہوئی۔

جانشینی......

آپ اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ نظام الدین علیہ الرحمہ سے سلسلۂ چشتیہ خضریہ منعمیہ میں مرید ہوئے اور تعلیم وتربیت حاصل فرمائی اور آپ کو خلیفۂ مطلق ومجاز کل

بنایا۔ ۱۳۲۶ھ میں آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا جس کے بعد آپ آبائی سجادہ کے جانشین مقرر ہوئے۔ اس سلسلۂ سجادگی کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

حضرت سید شاہ حسین الدین احمد صافیؔ علیہ الرحمہ
اپنے والد حضرت سید شاہ نظام الدین احمد ساقیؔ قدس سرہ کے بعد آپ کے جانشیں ہوئے۔

حضرت سید شاہ نظام الدین احمد ساقیؔ قدس سرہ
چونکہ آپ کے والد حضرت سید شاہ غلام قطب الدین باقیؔ قدس سرہ کا حضرت خواجۂ بہار سید شاہ عطا حسین قدس سرہ کے سامنے ہی وصال ہو گیا تھا۔ لہذا وہ اپنے جد امجد خواجۂ بہار سیدنا سید شاہ عطا حسین فانیؔ قدس سرہ کے جانشیں ہوئے۔

خواجۂ بہار سیدنا سید شاہ عطا حسین فانیؔ قدس سرہ
اپنے دادا حضور سید الواصلین سید شاہ غلام حسین چشتی منعمی قدس سرہ کے جانشیں ہوئے اس کے تعلق سے "کنز الانساب" میں خواجۂ بہار سید شاہ عطا حسین فانیؔ قدس سرہ نے فرمایا ہے:

"باید دانست حضرت جد ماجد من (حضرت سید الواصلین سید شاہ غلام حسین قدس سرہ) فرزندان فرزند خود دیدہ کردند بعمر ہشتاد و شش سالگی انتقال۔ بسال پنجاہ و چہار ہجری بست یکم شہر محرم الحرام روز چہار شنبہ بود۔ وجدہ ماجدہ من بعد سیزدہ سال ہمان عمر کردند انتقال۔ بر حال خاکسار شفقت و عنایت ہر دو بود از دیگر فرزندان۔ وقت انتقال از خلافت و جانشینی کردند سرفراز۔ در وقت رحلت پدر بزرگوار خود دہ سالہ بودم"۔ (کنز الانساب ص ۲۷۹)

(ترجمہ) میرے جد ماجد (حضرت سید الواصلین سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ) اپنے صاحبزادوں کی اولاد کو دیکھا ہے اور چھیاسی سال کی عمر میں ۱۲۵۴ھ ۲۱ محرم الحرام بروز بدھ انتقال فرمایا۔ اور میری دادی مخدومہ تیرہ (۱۳) سال کے بعد اسی عمر میں انتقال فرمایا۔ خاکسار کے حال پر دونوں (دادا اور دادی) کی شفقت و عنایت دوسرے صاحبزادوں سے زیادہ تھی۔ انتقال کے وقت خلافت و جانشیشی سے سرفراز فرمایا۔ میں اپنے والد بزرگوار کی رحلت کے وقت دس سال کا تھا۔ [کنز الانساب، ص ۲۷۹]

حضرت سید الواصلین سید شاہ غلام حسین چشتی منعمی داناپوری (متولد ۱۱۶۸ھ)	اپنے والد حضرت سید شاہ ولی اللہ چشتی قدس سرہ کے جانشیں ہوئے۔
حضرت سید شاہ ولی اللہ چشتی قدس سرہ [متولد ۱۱۳۴/ المتوفی ۱۱۸۰ھ]	اپنے والد سید المجذ وبین سید شاہ محمد یلیین چشتی قدس سرہ العزیز کے جانشیں ہوئے۔
سید المجذ وبین سید شاہ محمد یلیین چشتی قدس سرہ العزیز [متولد ۱۰۹۷ھ/ متوفی ۱۱۷۲ھ]	کی ذات مجمع البحرین ہوئی ہے۔ کیوں کہ آپ اپنے والد اور نانا حضور کے متفقہ و متحدہ جانشین ہوئے۔

والد کی طرف سے جانشینی......

سید المجذ وبین سید شاہ محمد یلیین چشتی قدس سرہ العزیز۔	جانشیں ہوئے اپنے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہ کے۔
حضرت سید محمد باصر قدس سرہ [المتولد ۱۰۱۰ھ/ المتوفی ۱۱۲۵ھ]	جانشیں ہوئے اپنے والد حضرت میر سید حسینی عرف شاہ حسینی قدس سرہ کے۔

حضرت میر سید حسینی عرف شاہ حسینی قدس سرہ۔ جانشین ہوئے اپنے والد حضرت سید اولیا قدس سرہ کے

حضرت سید اولیا قدس سرہ — جانشین ہوئے حضرت میر سید صدر جہاں قدس سرہ کے

حضرت میر سید صدر جہاں قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے اپنے والد حضرت سید قطب الدین قدس سرہ (متوفی ۹۳۵ھ) کے۔

حضرت سید قطب الدین قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے حضرت سید تقی الدین عرف سید بوڈھے قدس سرہ (متوفی ۸۹۹ھ) کے۔

حضرت سید تقی الدین عرف سید بوڈھے قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے اپنے والد حضرت سید جلال الدین قدس سرہ کے۔

حضرت سید جلال الدین قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے اپنے والد حضرت سید محمد کالپوی قدس سرہ کے۔

حضرت سید محمد کالپوی قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے حضرت سید جمال الدین قدس سرہ (متوفی ۷۷۳ھ) کے۔

حضرت سید جمال الدین قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے اپنے والد حضرت سید علاء الدین قدس سرہ (متوفی ۷۳۰ھ) کے۔

حضرت سید علاء الدین قدس سرہ — سجادہ نشیں ہوئے اپنے والد حضرت خواجہ سید شاہ تاج الدین چشتی دہلوی قدس سرہ (متوفی ۶۹۱ھ) کے۔

نانا کی طرف سے جانشینی ......

سید المجذوبین سید شاہ محمد یٰسین چشتی قدس سرہ العزیز۔ سجادہ نشین ہوئے نانا حضرت میر سید محمد محامد رضوی قدس سرہ کے۔

حضرت میر سید محمد محامد رضوی قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے حضرت مخدوم سید شاہ محمد جہانگیر رضوی قدس سرہ کے۔

حضرت مخدوم سید شاہ محمد جہانگیر رضوی قدس سرہ

سجادہ نشینان

سجادہ نشینان خانقاہ چشتیہ منعمیہ ابوالعلائیہ، گیا (بہار) حضرت تاج الدین دہلوی مرید و خلیفہ خواجہ غریب نواز اور دوسری طرف اخی سراج علیہ الرحمہ کی نسبت حضرت سید شاہ یسین قدس سرہ میں آ کر جمع ہوئیں۔ اور اسی طرح حضرت سید شاہ حسین الدین احمد صافی چشتی منعمی ابوالعلائی علیہ الرحمہ تک سلسلہ پہنچا۔

حضرت سید شاہ تاج الدین چشتی دہلوی قدس سرہ
حضرت سید علاء الدین قدس سرہ
حضرت سید جمال الدین قدس سرہ
حضرت سید محمد کالپوی قدس سرہ
حضرت سید جلال الدین قدس سرہ
حضرت سید تقی الدین عرف سید بوڑھے قدس سرہ
حضرت سید قطب الدین قدس سرہ
حضرت میر سید صدر جہاں قدس سرہ
حضرت سید اولیا قدس سرہ
حضرت میر سید حسین عرف شاہ حسینی قدس سرہ

حضرت مخدوم سید شاہ محمد جہانگیر قدس سرہ
حضرت میر سید محامد رضوی قدس سرہ

حضرت سید المجذوبین سید شاہ محمد یسین قدس سرہ
حضرت سید شاہ ولی اللہ قدس سرہ
سید الواصلین حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہ
خواجۂ بہار حضرت سید شاہ عطا حسین فانؔی قدس سرہ
حضرت سید شاہ نظام الدین احمد قدس سرہ
حضرت سید شاہ حسین الدین احمد قدس سرہ
حضرت سید شاہ حسام الدین احمد قدس سرہ
حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد قدس سرہ
فقیر سید محمد صباح الدین چشتی منعمی غفر اللہ لہ

یہ سلسلہ تو آپ کے اوپر کا ہے مگر آپ کے بعد آپ کے جانشین آپ کے سنجھلے بھائی حضرت سید شاہ حسام الدین احمد قدس سرہ ہوئے۔ان کے بعد حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد رحمہ اللہ سجادہ نشین ہوئے۔آپ کے انتقال کے بعد اس فقیر کے ذمہ خدمت سجادگی آئی۔

حضرت سید شاہ حسام الدین احمد چشتی منعمی رحمہ اللہ

(المولود ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء۔المتوفی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)

آپ حضرت کے سنجھلے بھائی تھے۔حضرت سے مرید تھے۔اپنے تمام سلاسل سے نوازے گئے۔حضرت سید شاہ حسین الدین صافؔی قدس سرہ کے انتقال کے بعد آپ جانشیں ہوئے۔

حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد چشتی منعمی قدس اللہ تعالی سرہ العزیز

(المولود ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء۔ المتوفی ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء)

آپ حضرت کے صاحبزادہ ہیں اور۔آپ کے بعد آپ کے منجھلے بھائی حضرت سید شاہ حسام الدین منعمی قدس سرہ سجادہ نشیں ہوئے تھے۔ان کے بعد حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد چشتی منعمی قدس سرہ سجادہ نشیں ہوئے۔آپ حضرت سید شاہ حسام الدین قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ خضریہ منعمیہ میں مرید ہوئے تھے۔حضرت نے آپ کو ایام طفلی ہی میں تمام سلاسل کی اجازت وخلافت مطلق مرحمت فرمائی تھی۔

آپ کا انتقال ۲۰۱۲ء میں ہوگیا۔آپ کے بعد اس فقیر سید محمد صباح الدین چشتی بیعۃً، منعمی ابوالعلائی عطائی مشرباً، مولداً گیاوی غفر اللہ لہ ذنوبہ کو چشتی تاج بہشتی ورضوی سجادہ کی خدمت سجادگی سپرد کی گئی۔

﴿خلفاء ومجاز﴾

آپ کے بارگاہ میں کئی لوگوں نے تعلیمات روحانیہ باطنیہ حاصل فرمائی۔اور جس لیاقت واستعداد دیکھی اسے آپ نے اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔ان لوگون میں جن کے نام مہیا ہوسکے وہ لکھے جارہے ہیں۔

(۱) حضرت سید شاہ عبدالجلیل صاحب، داناپوری رحمہ اللہ۔آپ رشتہ میں حضرت کے چچا ہیں۔

(۲) حضرت سید سلطان علی شطاری رحمہ اللہ۔آپ مدرسہ عزیزیہ، بہار شریف کے مدرس تھے۔

(۳) حضرت حافظ سید شاہ قیام الدین احمد منعمی رحمہ اللہ۔ آپ حضرت کے منجھلے بھائی ہیں۔ حضرت سے مرید ہوئے اور آپ کے مجاز و خلیفہ ہوئے۔ آپ کا وصال جوانی ہی میں ہو گیا۔ داناپوری میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مزار ہے۔ تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ آسیؔ تخلص فرماتی تھے۔

(۴) حضرت حکیم سید شاہ محمد ظہیر ہلسوی رحمہ اللہ۔ آپ حضرت قطب دوراں سید شاہ عطا حسین فانیؔ قدس سرہ سے مرید تھے۔ آپ کے نواسہ تھے۔ حضرت سید شاہ بدر الدین مجیبی پھلواری شریف کے مسترشد و مجاز تھے۔ سلسلہ ابو العلائیہ کی تعلیم و تربیت حضرت شاہ اکبر داناپوری قدس سرہ سے پائی تھی۔

(۵) حضرت سید شاہ احتشام الدین احمد منعمی رحمہ اللہ۔ آپ حضرت کے چھوٹے بھائی تھے۔ تمام سلاسل کی اجازت ملی۔ آپ کی شاعری کے نمونے بھی ملتے ہیں۔

(۶) حضرت ڈاکٹر قاضی سید اکرم امام آبگلوی رحمہ اللہ۔ آپ حضرت قاضی مظاہر امام منعمی علیہ الرحمہ کے بھائی تھے۔ حضرت سے مرید تھے۔ آپ کو سلسلہ چشتیہ و قادریہ و ابو العلائیہ منعمیہ کی اجازت ملی تھی۔

(۷) حضرت سید شاہ حسام الدین احمد چشتی منعمی رحمہ اللہ آپ حضرت کے سنجھلے بھائی تھے۔ حضرت سے مرید تھے۔ اپنے تمام سلاسل سے نوازے گئے۔ حضرت سید شاہ حسین الدین صافیؔ قدس سرہ کے انتقال کے بعد آپ جانشیں ہوئے۔

(۸) حضرت قاضی سید مقبول امام منعمی رحمہ اللہ۔ آپ اپنے والد قاضی سید شاہ مظاہر امام منعمی قدس سرہ سے مرید تھے۔ حضرت سے سلسلۂ چشتیہ خضریہ منعمیہ کی اجازت

سے نوازے گئے۔

(۹) **حضرت سید فہیم الدین رحمہ اللہ** رحمہ اللہ ۔ساکن چپئے، ضلع ہزاری باغ۔ حضرت سے مرید ہوئے ۔اور آپ سے ہی تعلیم روحانی پائی۔آپ کو سلسلہ قادریہ منعمیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(۱۰) **حضرت حاجی شاہ محمد قاسم دیوروی** رحمہ اللہ (سجادہ نشین خانقاہ سملہ) آپ کو حضرت نے سلسلہ اویسیہ قرنیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(۱۱) **حضرت سید علیم الدین** رحمہ اللہ۔آپ جناب حافظ سید نور الدین صاحب (ساکن موضع چپئے، ضلع ہزاریباغ) کے صاحبزادہ ہیں۔آپ سے مرید تھے۔حضرت نے سلسلہ چشتیہ خضریہ منعمیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(۱۲) **حضرت سید ضیاء الحسن منعمی** رحمہ اللہ۔آپ حضرت مولینا سید ندرت حسین بردوانی رحمہ اللہ (مرید و مسترشد و مجاز و خلیفہ حضور قطب دوراں، خواجۂ بہار سید شاہ عطا حسین فانی قدس سرہ) آپ حضرت سے مرید تھے۔اور سلسلہ قادریہ و چشتیہ منعمیہ و قادریہ منانیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔آپ کی تعلیم و تربیت بذریعہ مکتوبات ہوتی رہی تھی۔لہذا آپ کے نام سے بہت سارے مکتوبات ملتے ہیں۔

(۱۳) **حضرت قاضی سید شاہ مظاہر امام منعمی** رحمہ اللہ ۔آپ حضرت سید شاہ عطا حسین فانی قدس سرہ کے مرید و مجاز ہیں۔ساری تعلیم و تربیت روحانی حضور خواجۂ بہار سے ہی حاصل فرمائی۔آپ حضرت سید شاہ حسین الدین احمد رحمہ اللہ کے خسر تھے۔

(۱۴) **حضرت مولوی سید تقی احمد زاہدی** رحمہ اللہ۔ساکن سوہ، بہار شریف

، نالندہ۔ آپ اپنے والد ماجد سے مرید تھے۔ آپ کو زاہدیہ بواسطہ سید شاہ نظیر حسن داناپوری و چشتیہ بواسطہ سید شاہ احمد حسین شیخپوری سلاسل ملے ہیں۔ وہ سلاسل مرحمت کیے۔

(۱۶) **حضرت پیر محمد در بھنگوی ثم پنڈوی** رحمہ اللہ ۔ حضرت سے مرید ہوئے تھے ۔ آپ کو چشتیہ فریدیہ وحسامیہ و چشتیہ سراجیہ عطائیہ عطا فرمایا۔

(۱۷) **حضرت ریاست حسین کھدئی** رحمہ اللہ ۔ آپ حضرت سید شاہ چاند صاحب اشرفی بیتھوی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ آپ کو چشتیہ فریدیہ مقیمیہ و چشتیہ فرہادیہ سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی پھر آپ کی طلب پر چشتیہ منعمیہ، چشتیہ نظامیہ فریدیہ، چشتیہ سراجیہ فرہادیہ، نقشبندیہ ابوالعلائیہ (دونوں شاخیں) یعنی عشقیہ قمریہ، منعمیہ حسینیہ سلاسل کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے ایک تذکرہ حضرت شاہ چاند صاحب رحمہ اللہ کی سوانح حیات پہ لکھا ہے۔ خانقاہ میں یہ تذکرہ محفوظ ہے۔

(۱۸) **حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد چشتی منعمی** قدس اللہ تعالی سرہ العزیز ۔ آپ حضرت کے صاحبزادہ ہیں اور ۔ آپ کے بعد آپ کے سنجھلے بھائی حضرت سید شاہ حسام الدین منعمی قدس سرہ سجادہ نشیں ہوئے تھے۔ ان کے بعد حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد چشتی منعمی قدس سرہ سجادہ نشیں ہوئے۔

(۱۹) **حضرت ڈاکٹر سید شاہ عبدالرشید اختر منعمی** علیہ الرحمۃ۔ آپ کے ملفوظات (کلمات کے جامع حضرت ڈاکٹر سید شاہ عبدالرشید اختر منعمی علیہ الرحمہ (۴؍ جون ۱۹۰۴ء ۔ ۶؍ فروری ۱۹۸۹ء) ہیں ۔ آپ حضرت کے برادر عمزاد، دست گرفتہ اور مسترشد ہیں۔ خلافت سے بھی

نوازے گئے تھے۔

اخلاق...... آپ خلق عظیم کے پرتو تھے۔آپ کی پہلی ملاقات میں لوگوں پر رعب طاری ہو جاتا تھا۔بہت شفیق اور مہربان تھے۔صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔خصوصاً بچوں سے پیار فرماتے تھے۔ان کے لئے تحفے لے کر جایا کرتے تھے۔تحفوں میں تعلیمی چیزیں کاپی، کتاب، پنسل، قلم وغیرہ زیادہ تر دیا کرتے تھے۔ابن السبیل یعنی مسافروں کا خصوصی انتظام فرماتے۔ان کے کھانے پینے کا انتظام فرماتے اور اگر اخرجات کم ہو جاتا تو مہیا فرماتے تھے۔سائل کو کبھی خالی نہ جانے دیتے تھے۔صبح کے وقت کچوری ،جلیبی یا جو مل جاتا خرید کر سینی پر منگواتی اور کھڑکی پہ رکھ کر غریبوں مین بطور ناشتہ تقسیم فرما دیتے۔جس میں لینے والوں میں تقریباً غیر مسلمین ہوتے تھے۔

آپ کے سینہ میں قوم وملت اور انسانیت کے لئے دھڑکتا دل تھا۔آپ نے لاوارث میت کی تدفین وتکفین کا بہتر انتظام فرمایا تھا۔اس کے علاوہ آپ گیا کی سماجی خدمات میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ہندو مسلم میں بڑھتی منافرت سے آپ بہت متفکر رہا کرتے تھے۔جنگ آزادی کے لئے آپ نے اپنے مریدوں سے خصوصی بیعت بھی لی تھی۔

شادی واولاد......

آپ کی تین شادیاں ہوئیں۔

(۱) پہلی شادی سید شاہ عبد الجلیل صاحب کی بھانجی سے ہوئی۔

(۲) محل اولی کے انتقال کے بعد دوسری شادی موضع کروتی، ضلع گیا میں

جناب عبدالرؤف صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔آپ سے کئی اولاد ہوئیں مگر باحیات نہ رہیں۔

(۳) تیسری شادی حضرت سید شاہ قاضی مظاہر منعمی ابوالعلائی قدس سرہ کی تیسری محل کی منجھلی صاحبزادی سے کی۔آپ سے ایک صاحبزادہ حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد چشتی منعمی ابوالعلائی رحمہ اللہ اور ایک صاحبزادی سیدہ جمال فاطمہ ہوئیں۔

علمی کاوشیں

آپ صاحب دل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم و قرطاس بھی تھے۔آپکے رشحات قلم بھی محفوظ ہوئے ہیں۔آپ کی تصانیف کا ذیل میں تعارف کرایا جارہا ہے۔

ا۔تذکرۂ فانؔی (ذکر عطا) (مطبوعہ) یہ حضور خواجۂ بہار حضرت سید شاہ عطا حسین فانؔی قدس اللہ سرہ کی سوانح حیات ہے۔جو ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں لکھی گئی اور طبع ہوئی ہے۔بہت سہل زبان اردو استعمال کی گئی ہے۔اس میں آپ نے حضور خواجۂ بہار کی سوانح حیات، تعلیم ،سلوک ،روحانی فیوض ،اسفار ،خصوصاً سفر حج ،حضور ﷺ کی بارگاہ میں بیداری میں حاضری ،مختلف بزرگوں سے اویسیت اخلاق سلسلہ اور نسبتوں کی تفصیلات درج فرمائی ہیں۔اس میں آپ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔اسے اس فقیر نے ۲۰۰۰ء میں دوبارہ ''ذکر عطا'' کے نام سے طبع کرایا ہے۔جس پر اس فقیر نے ایک مقدمہ کا اضافہ کیا ہے اور اخیر میں ایک ضمیمہ شامل کیا ہے جس میں آپ کے جانشینوں کے تذکرے

لکھے ہیں۔

۲۔ بہار میں ابوالعلائی فیضان (مطبوعہ) ۱۳۵۲ھ میں آپ نے اردو میں اسے تصنیف کیا۔ اور طبع کرایا۔ عنوان اس کے نام سے ظاہر ہے۔ چونکہ سلسلہ ابوالعلائی ایک الگ شان اور پہچان رکھتا ہے۔ اس کے مزاج میں انفرادیت ہے۔ لہذا اس کا فیضان ہندوستان میں کافی شائع ہوا اور بیرون ہند بھی خوب پھیلا۔ اس تصنیف میں آپ نے اس کی نشر و اشاعت پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ لہذا سلسلہ ابوالعلائیہ کے بنیادی اساطین ہی کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ ضمیمہ کیفیت العارفین ونسبت العاشقین (مطبوعہ) کیفیت العارفین حضور خواجۂ بہار حضرت سید شاہ عطا حسین فانیؔ علیہ الرحمہ کی فارسی تصنیف ہے جو ابوالعلائی بزرگوں کی سوانح ہے ۔ جس میں آپ نے حضرت محبوب جل وعلا سیدنا امیر ابوالعلا قدس سرہ کے تذکرہ سے شروع کیا ہے۔ اور پھر حضرت اپنے معاصرین تک یعنی ۱۲۵۹ھ تک کے واقعات ابوالعلائی بزرگوں کے تذکرے ہیں۔ حضرت سید شاہ حسین الدین احمد صافیؔ قدس سرہ نے اپنے جدّ گرامی کی اس تصنیف کو ۱۳۵۱ھ میں شائع فرمایا۔ اس کتاب کی ابتدا میں ایک دیباچہ اور اخیر میں ایک مبسوط ضمیمہ شامل فرمایا ہے۔ ضمیمہ میں آپ نے حضور خواجۂ بہار کے کچھ ان ممتاز خلفائے ذی ارشاد کا تذکرہ درج کیا ہے جن کا ذکر "کیفیت العارفین" میں شامل نہ ہوسکا۔ پھر آپ نے جانشینان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں حضرت سید شاہ نظام الدین احمد قدس سرہ کا تذکرہ کیا پھر تھوڑی سی خود نوشت لکھی ہے۔

۴۔ خانقاہ داناپور (مطبوعہ) اس کتاب میں آپ نے "داناپور" کی روحانی تاریخ کو مختصراً و اجمالاً اس میں تحریر فرمایا ہے۔ خانوادۂ باقری چشتی تاج بہشتی کی آمد اور اس

کی تاریخ اور خانوادۂ رضوی کی آمد اور ان میں مصاہرت۔ پھر یہ دونوں روحانی خانوادہ کا ایک ذات سید المجذ و بین سید شاہ محمد یسین کی بات میں باقری رضوی نسبتیں یکجا ہو گئیں۔ اور دونوں خانقاہوں کی سجادگی اسی ایک ذات میں ضم ہوگئی۔ جن کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ عطا حسین فانیؔ علیہ الرحمہ ہوئے اور پھر آپ گیا تشریف لے آئے۔ بہر حال اس میں نہایت اجمال کے ساتھ کے ساتھ تاریخ ''داناپور'' تحریر کی گئی ہے۔

۵۔ خلیفہ اور جانشین میں فرق (غیر مطبوعہ) اس میں حضرت نے خلیفہ ، مجاز، جانشین و سجادہ نشین پر بحث کی ہے۔ خلافت الٰہیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اس منصب کی اہمیت و فرائض و خدمات واضح فرمائی ہیں۔

۶۔ مکتوبات (غیر مطبوعہ) آپ کے سیکڑوں خطوط ملتے ہیں جو اردو و فارسی میں ہیں۔ آپ پابندی سے خطوط لکھتے۔ اور اس کا جواب دیا کرتے تھے۔ اور ڈاک کے حوالہ فرما دیتے ان میں سے ایک بڑی تعداد ان خطوط کی ہے جو بغرض تعلیم و ارشاد رقم کئے گئے تھے۔ ان خطوط کو اس فقیر نے جمع کیا ہے۔ ابھی اس پر تحقیق جاری ہے۔ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ انشاء اللہ

۷۔ کلمات (مطبوعہ) یہ آپ کے ملفوظات ہیں آپ کے برادر عمہ زاد و مرید و مسترشد حضرت ڈاکٹر سید عبد الرشید اخترؔ منعمی علیہ الرحمہ نے آپ کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ آپ نے کئی مجالس کی یادداشت جمع فرمائی ہیں۔ اور اسے ترتیب دے کر محفوظ فرمایا ہے۔ جسے اس فقیر نے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ مرحلۂ اشاعت تک پہنچایا۔

۸۔مخدوم منعم پاک اوران کے خلفا (مطبوعہ)   مجلّہ معارف (پھلواری شریف) میں اسے سلسلہ وار کئی قسطوں میں آپ نے حضرت مخدوم منعم پاک رحمۃ اللہ علیہ اوران کے خلفاء کے تذکرہ تحریر فرمائے ہیں۔

۹۔تذکرۂ جلال الدین تبریزی (مطبوعہ)   حضرت مخدوم جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم الشان بزرگ ہیں۔ان پر آپ نے جس قدر معلومات مہیا ہوئیں انہیں آپ نے جمع کر دیا اور آپ کے نام سے ایک مستقل کتاب ترتیب دی۔ ۱۳۵۶ھ میں اس کی اشاعت ہوئی۔

۱۰۔خانوادۂ زاہدیہ (غیر مطبوعہ)   حضرت مخدوم بدر الدین بدر عالم زاہدی علیہ الرحمۃ اورزاہدیہ سلسلہ کی تاریخ وتذکرہ ترتیب دیا ہے۔یہ قلمی صورت میں محفوظ ہے۔

۱۱۔پنڈوہ (مطبوعہ)   حضرت سید شاہ حسین الدین صافیؔ علیہ الرحمۃ والرضوان نے رجب ۱۳۵۴ھ کو پنڈوہ تشریف لے گئے۔واپسی پر آپ نے اگست ۱۹۳۶ءکو ایک رسالہ ''پنڈوہ'' کے نام سے شائع فرمایا۔یہ ایک سفرنامہ ہے۔ اس سفرنامہ میں پنڈوہ کی تاریخ، آثار قدیمہ اور درگاہ حضرت علاء الحق ؒ وحضرت مخدوم نور قطب عالم ؒ کے مختصر مگر دلچسپ حالات ہیں۔

۱۲۔مخدوم منعم پاک (مطبوعہ) اس میں حضرت مخدوم محمد منعم پاک علیہ الرحمہ کے روحانی سلوک، باطنی عظمتوں کا تذکرہ ہے۔

۱۳۔مساجدِ گیا (غیر مطبوعہ)   شہر گیا کی مساجد کی تفصیلات ترتیب دی ہے۔اس میں

کھاتہ پلاٹ، اور کاغذات کی تفصیلات اور اس مسجد کی تاریخ اور موجودہ صورت حال متولی، نگراں کا تذکرہ درج ہے۔ یہ غیر مطبوعہ قلمی صورت میں ہے۔

۱۴۔ پاس انفاس (مطبوعہ) یہ مضمون ہے جس میں "پاس انفاس" پر تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ "پاس انفاس" کا معنی ہے "سانسوں کی حفاظت"۔ یہ ذکر کی ایک قسم ہے۔

۱۵۔ شہادت (مطبوعہ) اس میں شہادت کی تفصیل بیان فرمائی اور اس کے تمام اقسام پر گفتگو فرمائی ہے۔

شاعری آپ شاعری بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی شاعری صوفیانہ ہوا کرتی تھی۔ صافیؔ تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے یہاں آمد تھی آورد نہیں۔ آپ کی شاعری کا کافی حصہ ضائع ہو چکا ہے کچھ تھوڑا سا بچا ہے۔

﴿تعلیمات﴾

آپ کی ذات اقدس داعیٔ اسلام و مرشد گرامی کی تھی اس لئے آپ اپنے مریدین و مسترشدین و عامۃ المسلمین کو دعوت وارشاد کرنا آپ کا دینی فریضہ اور بہترین مشغلہ تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کے مکتوبات اور ملفوظات اور دیگر تصانیف میں آپ کی تعلیمات مل جاتی ہیں۔ ان جواہر پاروں میں سے چند مقتبس لمعات قلوب و اذہان کو منور کرنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

تصوف وسلوک میں پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ کسی کو اپنا رہنما چنا جاتا ہے۔ جو اسے صراط مستقیم دکھاتا ہے، بتاتا ہے اور چلاتا ہے۔ چننے کے اس عمل کو بیعت کہتے ہیں۔ اور اس ذات کو مرشد کہا جاتا ہے۔ پیر مرشد اپنے مریدین کی اصلاح کرتا ہے اور

اسے اپنے پیروں سے جمع کئے ہوئے فیضان قلبی سے فیضیاب کرتا ہے۔اسی پس منظر میں آپ نے مرشد کے بارے میں ہدایت فرمائی کہ ''مرشد کو تشبیہ ماں سے ہے۔ مگر اد باً باپ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس طرح بچہ کے پستانِ مادر کو منہ لگاتے ہی شیر (دودھ) جاری ہو جاتا ہے۔اور ماں کا اپنے کام کاج میں مصروف رہنا اس فیضان میں مانع نہیں ہوتا اسی طرح رابطۂ قلب ہوتے ہی فیضانِ شیخ طالب کے لئے جاری ہو جاتا ہے۔اور شیخ کے دیگر مشاغل اس میں مانع نہیں ہوتے۔ مگر قلبی لگاؤ کا ہونا شرط ہے''۔

پیر سے محبت اور قلبی لگاؤ ہی فیضان کا باعث ہوتا ہے۔ جس کے حصول کے لئے برزخ شیخ کرتے ہیں۔اس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: ''دیکھو صوفیہ کے نزدیک طالب کیلئے جو سب سے پہلی ضروری چیز ہے۔ وہ وحدت خیال کی مشق ہے۔ اس مشق کی ابتدا ''تصور شیخ'' سے ہوتی ہے''۔

دوسری جگہ ارشدا فرماتے ہیں کہ: ''مرشد کی صورت محسوسہ کو برزخ کہتے ہیں''اور فرمایا کہ ''برزخ تصویر اور فوٹو سے درست نہیں ہوسکتا۔تصویر اور فوٹو وقت خاص کی چیز ہے اور آپ کو عالم مثال سے برزخ سے کام لینا ہے۔ وہاں کی تجلیات گونا گوں ہونی چاہئے

ہر لحظہ بشکل دگر آن یار بر آمد

ایک انسان پانچ دس منٹ میں غصہ، ترحّم، رنج، خوشی وغیرہ کے ذریعہ اپنی شکل میں بیّن فرق مختلف و متعدد دکھلا سکتا ہے۔ بتائیے یہ باتیں تصویر میں کہاں نصیب۔ شیخ واسطے فیضان الٰہی ہے نہ کہ اس کی تصویر اور فوٹو۔ یہ غلط خیال ہے کہ تصویر سے صورت

قایم ہوگی اگر چشم وا صورت قائم نہ ہوتو اندھیرے میں بیٹھ کر چشم وا کوشش کیجئے اور اگر یہ بھی نہ ہوتو مراقب ہوکر ''چشم بند و گوش بند ولب بہ بند'' کو برتئے اور عمل میں لائیے جب مراقبہ میں قائم ہو جائے تو خود بخود تھوڑی دیر میں چشمِ وا بھی ہو جائے گا۔ تصور رکھنے سے بت پرستی شروع ہو جاتی ہے۔ ہرگز اس کی کوشش نہ کیجئے''۔

اللہ کی راہ میں چلنے والوں کے لئے آپ نے فرمایا کہ: ''پہلی منزل یا پہلا سلوک دل کی اصلاح ہے''۔ اصلاح قلب یعنی سینہ کی تلاش کسی صاحب سینہ سے ہی پوری ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ: ''سفینہ ڈھونڈنے والوں کو سینہ سے لاپرواہی رہتی ہے اور سینہ ڈھونڈنے والوں کو سفینہ کی ضرورت نہیں''۔

ورد و وظائف جو لوگ از خود معمول میں لے آتے ہیں اور کسی کی اجازت ضروری نہیں سمجھتے ہیں ان کے لئے آپ نے فرمایا کہ: ''اوراد و وظائف میں اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلا اجازت نقصان کا اندیشہ ہے''۔

اپنے گناہوں کی توبہ راہ خدا کے راہیوں کے لئے لازم ہے۔ جس کے لئے آپ نے نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ: ''جب کوئی گناہ یا تقصیر سرزد ہو جائے تو فوراً دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے معافی مانگو اور صبح و شام سجدہ میں جا کر روزانہ دس (۱۰) بار

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ

(یا اللہ مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما)''

توبہ کے لئے مزید ارشاد فرمایا کہ ''صبح کے وقت استغفار کرنا بہت مفید ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں مستغفرین بالاسحار [۵] (سحر کے وقت توبہ

استغفار کرنے والے) کی تعریف فرمائی ہے‘‘۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے)لہذا اس کی مخالفت لازمی ہے۔آپ فرماتے ہیں: ’’نفس کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں تلوّن ہے۔آرام طلبی ہے اور وہ محنت و مشقت و تکلیف سے بھاگتا ہے‘‘اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’تم کو چاہئے کہ جس طاعت سے تمہارا نفس روکے تم اسی طاعت کے درپئے ہو جاؤ‘‘۔

ذکر اذکار سلوک و تصوف کا بنیادی رکن ہے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ: ’’تعلیم اذکار کا مقصد روح انسانی کی آراستگی ہے‘‘۔اور ذاکرین کی تعظیم کے تعلق سے فرمایا کہ ’’جو لوگ ریا سے اللہ کا نام لیتے ہیں۔ان کا بھی ادب کرو کیوں کہ تمہیں تو ان کے اللہ کے یاد کرنے پر نظر رکھنا ہے۔رہا ان کے دل کا معاملہ۔وہ ان کے اور اللہ کے درمیان ہے۔تم کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔علاوہ ازیں بہت ممکن ہے کہ آج وہ ریا سے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔کل اسی یادالٰہی کی برکت سے ان کی ریا مبدل بہ اخلاص ہو جائے‘‘۔

انسان کی قدر و قیمت اپنی نیت اور مقصد سے ہوتا ہے۔اپنے مقاصد کو بلند رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’اس روش میں تین مقصد ہوسکتا ہے۔

۱۔ طلب دنیا	:	جاہ و منزلت، وقار عزت، زر وغیرہا
۲۔ طلب عاقبت	:	حور، قصور، جنت وغیرہا
۳۔ طلب مولی	:	طلب الکل فوت الکل

اگر مولی ہے تو سب سے منہ پھیرنا پڑے گا سب کو ترک کرنا ہو گا۔ آدمی

پہلے محبت میں بگڑے تو بنے

ع جب ملے خاک میں دانہ تو شگوفا نکلے"

لیکن انسان دنیا کی لذتوں میں کھویا رہتا ہے اور اپنے نقصانات کو نہیں سمجھتا ہے اس درد کو ظاہر کرتے ہیں کہ: "انسان جب اپنے گھر سے نکل کر باہر جاتا ہے۔ اور جب اتنی دور نکل جاتا ہے ۔کہ گھوم کر دیکھنے سے گھر نظر نہیں آتا۔ تو صرف سامنے کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔ افسوس ہے دنیا والوں پر جن کی نظر دنیا کی گذشتہ لذات میں مقید رہتی ہے۔ اور آیندہ کی فکر وہ لوگ نہیں کرتے"۔

دیباچہ

(از حضرت سید شاہ حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی قدس سرہ العزیز)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدت سے یہ خیال میرے گوشۂ دماغ میں محفوظ تھا کہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات والا صفات سپرد قلم کروں لیکن نحافت قویٰ اور عدیم الفرصتی نے اس مبارک خیال کو صفحۂ قرطاس پر لانے سے مجبور رکھا۔

بحمد اللہ کہ آج مدتوں کی چھان بین اور معتبر کتب و رسائل کی تفتیش کے بعد حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ کے حالات اس رسالہ کے ذریعہ شائقین تصوف و حامیان ابوالعلائیت تک پہنچا دی گئی۔ حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، خاص کر صوبۂ بہار کے مشائخ کرام و اہل تصوف ان سے اچھی طرح واقف ہیں اور کیوں نہ ہوں، صوبۂ بہار کی بیشتر خانقاہوں میں حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے فیضان کی شعائیں اب تک چمک رہی ہیں۔

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ سلطنت مغلیہ کا چشم و چراغ نور الدین جہانگیر کے عہد معدلت میں گذرے ہیں۔ آپ تصوفی دنیا میں بلند پایہ اور عالی مرتبہ رکھتے تھے۔

قدرت کا یہ اصول ہے کہ ہر صدی میں ہر شعبہ کے لئے ایک ایسی زبردست شخصیت کا انتخاب کرتی ہے۔ جو مایہ ناز عالم، منبع فیوض و مرجع خاص و عام بنے۔ چنانچہ شعبۂ تصوف کے لئے قدرت کاملہ نے حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کو دسویں صدی ہجری میں دنیائے تصوفِ

کا آفتاب بنا کر بھیجا۔ جس نے اپنی ضوفشانیوں سے ہر ذرہ خاک کو چمکا دیا۔

آپ کے فیض سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ خصوصاً بمبئی و علاقۂ بمبئی، ناسک، بنگالہ، ڈھاکہ، صوبہ بہار، صوبہ آگرہ و اودھ ورنگون و نیز بیرون ہند مثلاً، حجاز جاوا، مانڈلہ، وغیرہ بھی فیضیاب ہوا۔ مگر سب سے زیادہ صوبہ بہار آپ کے فیض سے فیضیاب ہوا اور مرجع ابوالعلائیت ٹھہرا اور آج بھی چار سو سال کے بعد اس صوبہ میں ابوالعلائیت کا ڈنکا بج رہا ہے۔

لیکن بہت سے حضرات جن کو ابوالعلائی ہونے کا دعویٰ ہے اور حضرت سیدنا کے فیض سے فیضیاب ہو رہے ہیں ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کون بزرگ تھے کہاں کے رہنے والے تھے اور دنیائے تصوف میں کتنی زبردست حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس کمی اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ کتاب شائع کی گئی تاکہ ہر ابوالعلائی آپ کی ذات با برکات سے کماحقہ واقف ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

......صوبۂ بہار میں ابوالعلائی سلسلہ......

سلسلۂ ابوالعلائی......

سلسلہء ابوالعلائی حضرت قطب العارفین، غوث المحققین، امام المتاخرین، محبوب حضرت جلّ وعلا، سیدنا امیر ابوالعلا اکبرآبادی قدس سرہ العزیز کی جانب منسوب ہے۔

سیدنا ابوالعلا......

حضرت سیدنا ابوالعلا کا سلسلہء نسب یوں ہے

ابن حضرت امیر سید ابوالوفا

ولد امیر سید عبدالسلام

ابن امیر سید عبدالملک

ولد سید عبدالباسط

ابن حضرت امیر سید تقی الدین کرمانی

اس کے بعد اکیس واسطوں سے یہ سلسلۂ نسب حضرت سید الساجدین امام زین العابدین

سے جاملتا ہے۔

نسب مادری کا سلسلہ یوں ہے

ابن حضرت فاطمہ عارفہ

بنت خواجہ محمد فیضی

ابن ابوالفیض

ابن خواجہ محمد عبداللہ عرف خواجگا

ابن حضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار رحمهم الله عليهم اجمعين.

جس طرح حضرت سیدنا امیر ابوالعلا خواجہ محمد فیضی کے نواسے تھے، اسی طرح آپ کے والد ماجد امیر سید ابوالوفا۔ خواجہ ابوالفیض کے نواسے اور حضرت سیدنا ابوالعلا کے جدامجد امیر عبدالسلام خواجہ عبداللہ عرف خواجگا کے نواسے تھے۔ آپ کے والد ماجد (۱) حضرت امیر سید ابوالوفا سگے چار بھائی تھے۔

۲۔ سید ابونصر

۳۔ سید ابوالصفا اور

۴۔ امیر سید عبداللہ پیرومرشد وخسر حضرت سیدنا امیر ابوالعلا۔

ولادت......

آپ کی ولادت باسعادت قصبہ ''نریلہ'' میں جو کہ دہلی سے لاہور کی جانب ایک

منزل پر واقع ہے، ۹۹۰ھ میں ہوئی یہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا عہد سلطنت تھا۔آپ کے جد بزرگوار امیر سید عبدالسلام اسی زمانہ میں اس عہد کے دارالسلطنت فتح پور سیکری پہنچے۔

جدّ بزرگوار کچھ دنوں کے بعد حج کو تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ان کا مزار جنت المعلیٰ میں ہے۔آپ کے والد ماجد سید ابوالوفا فتح پور سیکری میں رہے اور یہیں رحلت فرمائی۔نعش مبارک کو دہلی لے جا کر دفن کیا گیا۔

بچپن......

آپ کی تعلیم وتربیت پرورش وپرداخت آپ کے اپنے نانا خواجہ محمد فیضی کی آغوش شفقت میں ہوئی۔اور یہیں (فتح پور سیکری) میں تمام علوم مروجہ کو درجۂ تکمیل تک پہنچا کر فارغ التحصیل ہوئے۔

منصب وامارت......

جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو آپ کے نانا بزرگوار خواجہ محمد فیضی منصب سہ ہزاری ذات وسہ ہزار سوار پر مامور ہو کر صوبۂ بنگالہ بردوان کے ناظم مقرر ہوئے۔حضرت سیدنا بھی اپنے نانا بزرگوار کے ساتھ رہے۔اور رفتہ رفتہ اپنے نانا کے بعد اسی منصب پر فائز ہوئے۔راجہ مان سنگھ (جو بحیثیت صوبہ دار کے تھا) آپ کی کارگزاریوں سے نہات خوش رہتا اور نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آتا۔

انقلاب طبیعت......

انہیں دنوں آپ کو خواب میں ایک بشارت ہوئی کہ:

"یہ کیا وضع اختیار کر لی ہے تم تو کسی اور ہی کام کے لئے مخلوق ہوئے ہو"۔

یہ دیکھ کر آپ جذبۂ عشق الٰہی سے سرشار اس جاہ و منصب سے بیزار ہو کر اس دنیائے دنی کو ٹھکرانے کا قصد فرماتے ہیں۔ راجہ مان سنگھ کو اس جذب و کیف و ترک علائق کے ارادہ کی خبر ہوئی تو اسے غایت انتشار ہوا۔ فوراً آپ کے پاس دوڑا آیا۔ اور اس قصد و ارادہ سے باز رکھنا چاہا۔ جب کسی طرح آپ راضی ہوتے نظر نہ آئے۔ تو اس نے دوسری حکمت عملی اختیار کی۔ اور کہنے لگا کہ "شاید ان دنوں داؤد شاہ حاجی پوری سے مہم درپیش ہے اسی لئے یہ ترک تعلق ہے"۔ آپ نے یہ طنزیہ فقرہ سنا۔ مگر راجہ مان سنگھ خواجہ محمد فیضی کے ملنے والوں میں تھا۔ اس کی مرتبت کا لحاظ کر کے ضبط سے کام لیا اور خاموش رہے۔ آداب قدیمانہ یہی تھا سر دست اپنے ارادہ کو ملتوی فرمایا۔

سپہ سالاری......

داؤد شاہ سے مہم پیش آئی۔ اور آپ نہ صرف شریک ہوئے بلکہ کل فوج کی سپہ سالاری تنہا اپنے ہی سر لے لی۔ یہ معرکہ آرائی پٹنہ و حاجی پور کے درمیان مینا پور میں برلب دریائے گنگ پیش آئی تھی۔ سخت جنگ کے بعد فتحیاب ہو کر بردوان واپس گئے۔

دبار شاہی میں طلبی......

اس کے بعد ہی شہنشاہ اکبر کا انتقال ہوا۔ جہانگیر بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد تمام امراء کو دربار میں طلب کیا گیا۔ اسی تقریب سے حضرت سیدنا بھی بردوان سے اکبر آباد پہنچے۔

حضرت مخدوم دولت منیری کے یہاں قیام اور ترک دنیا کا ارادۂ مصمم......

اثنائے راہ میں پٹنہ سے آگے بڑھ کر قصبہ منیر میں حضرت مخدوم دولت منیری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم نے بہت ہی شفقت و مہربانی کے ساتھ مہمان بنایا۔ دسترخوان پر خود اپنے ہاتھوں سے لقمہ کھلایا۔ حضرت سیدنا فرماتے تھے کہ "ہر لقمہ فرو ہونے کے ساتھ معلوم ہوتا تھا کہ میرا باطن انوار ربانی سے روشن و پرنور ہو رہا ہے۔ اور حُبِّ دنیا دل سے نکل رہی ہے"۔ جب اکبر آباد پہنچے تو دربار کی حاضری کے موقع پر ایک شب کی گفتگو میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آپ اپنے منصب سے مستعفی ہو کر اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ اور اسی کی صبح کو آپ نے اپنا تمام سامان مال و متاع راہ خدا میں لٹا دیا اور بالکل تارک الدنیا ہو کر عزلت گزینی اختیار فرمالی۔

ہر چند شہنشاہ جہانگیر کی جانب سے کوششیں کی گئیں کہ پھر آپ اپنے منصب بالمضاعف پر تشریف لے جائیں۔ مگر جذب و کیف نے کسی اور عالم میں پہنچا دیا تھا۔ یہ دنیاوی عزّ وجاہ اور مال و منال اپنی جانب دوبارہ مائل نہ کر سکے۔

فیضیابی......

اس واقعہ کے بعد ہی اجمیر شریف کی حاضری کے ارادہ سے اکبر آباد سے روانہ ہو گئے۔ دہلی پہنچ کر حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین بدایونی اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اسرارہما کے آستانوں پر حاضر ہو کر چلہ کشی فرمائی۔ اور جو کچھ مقدر تھا حاصل فرمایا۔ پھر وہاں سے اجمیر شریف روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر درگاہ فلک اشتباہ کی حاضری شبانہ یوم رہنے لگی۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے فیض و کرم سے نوازشہائے بے پایاں

ہونے لگیں۔ اور کرم گستریاں آشکارہ ہوئیں۔ روز ایک نیا جلوہ اور نئی شان نظر آنے لگی۔

چنانچہ روایت ہے کہ ایک شب حضرت خواجہ غریب نواز نے عالم مثال میں بصورت مثالی جلوہ افروز ہوکر آپ کو اپنے روبرو بٹھایا اور کھلی آنکھوں سے توجہ دی اسی کو سلسلہ ابوالعلائی میں ''توجہ عینی'' کہا جاتا ہے۔ جس کا ماخذ حضور اقدس ﷺ کا بیک چشم زدن سیدنا عمر فاروق کو ابدالآباد تک اپنی ذات سے ملا لینا تھا۔ اسی کے بعد شرح صدر ہوتا ہے۔ اور سینہ فیض گنجینہ واسرار معارف وجذبات الٰہیہ سے معمور ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد آپ وہاں ایک مدت تک حاضر رہے۔ اور ہر روز چشمہء فیض ورحمت سے سیراب ہوتے رہے۔ حقائق ودقایق عرفان کی تعلیم ہوتی رہی۔ اور اسرار باطنیہ وانوار الٰہیہ منکشف ہوا کئے۔ ایک شب حضرت خواجہ غریب نواز سے بصورت مثالی مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے دہن مبارک سے کوئی چیز سرخ رنگ کی دانۂ تسبیح کے مثل نکال کر حضرت سیدنا کے دہن شریف میں دی۔ جس سے نور وحدت سے قلب مصفّا متجلّا ہوگیا۔ اور کل حجابات ناسوتی مٹ گئے۔ عالم غیب سے صدا آئی کہ

> ''اس سے پہلے تو سیر الی اللہ تھی۔ اب سیر فی اللہ شروع ہوئی اور پھر خود حضرت خواجہ نے فرمایا۔'' بابا! حاصل تمام عمر یہی تھا کہ جو میں نے تمکو عطا کیا۔ یہ نعمت دوتین سوسال کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں مجھکو ملی تھی۔ اب تم کو بخشش ہوئی۔ دنیا میں سیدزادے وخواجہ زادے بہتیرے ہیں۔ مگر ان میں سے تمہیں انتخاب کرکے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے مشرف فرمایا ہے۔ اس کو بڑی دولت وسعادت عظمٰی سمجھو۔ فیّاض ازل کا شکریہ بجا لاؤ۔ اور جاؤ شہر اکبر آباد میں بیٹھ کر بندگان خدا کو راہ ہدایت دکھاؤ''۔

پھر مرتبہ ولایت وقطبیت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ نے بیعت کی درخواست کی۔فرمایا گیا کہ" زندوں کی موجودگی میں عالم ارواح ومثال کی بیعت اجرائے سلسلہ کو کافی نہیں۔تمہارے چچا امیر سید عبداللہ مغتنم زمانہ،قطب وقت ہیں۔اُن ہی سے بیعت کراؤ"۔آپ نے عرض کی "میں تو سرتاسر حضور کے فیضان سے مستفید ہوں میرا قلب بغیر سماع کے قرار نہ پکڑے گا اور حضرت عم محترم طریقۂ نقشبندی ہیں۔سماع کی اجازت مرحمت نہ فرمائیں گے"۔ ارشاد ہوا "نہیں!وہ تمہیں اجازت دے دیں گے"۔

المختصر طریقہ وسلوک کی پوری تعلیم وتربیت حضرت خواجہ غریب کی روحانیت سے بہ طریق اویسی،عالم مثال میں اختتام کو پہنچی۔اسی لئے آپ کے حالات وکیف میں چشتیت کا غلبہ رہا۔بعد کو حسب اجازت حضرت خواجہ غریب نواز اپنے عم بزرگوار امیر سید عبداللہ سے بیعت کی۔اور نقشبندی طریقہ کے اذکار واشغال،مراقبہ وافکار بصدر یاضات ومجاہدات شاقہ حاصل فرمایا۔ان دونوں طریقوں کی آمیزش سے ایک نئی روش اور کیفیت استغراق وسوز وگداز فراق کا ایک نیا رنگ ظاہر ہوا۔یہی سبب تھا کہ اس مجمع البحرین کے طریق وسلوک کو ایک جداگانہ نام" **سلسلۂ ابوالعلائی**" سے موسوم کیا گیا۔جو اپنے بانی حضرت سیدنا ابوالعلاء کی جانب منسوب ہے ۔اور یہی وجہ ہے کہ سالک مسلک ابوالعلائی میں چشتیوں کی شورش ومستی کے ساتھ ساتھ نقشبندیت کا وجدان وعرفان اور استغراق بھی موجود ہے۔**الحمد للہ علی ذالک**۔

سلسلہ کی اجازت

جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ سلسلہء چشتیہ کی اجازت حضرت خواجہ غریب نواز کی روحانیت سے تھی۔اور پیر بیعت امیر سید عبداللہ سے بھی سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت حاصل تھی۔ یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں شجروں کو نقل کر دیا جائے۔تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

سلسلہء چشتیہ

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃو السلام علیٰ رسولہ نبینا محمد سید

المرسلین وآلہ وا صحابہ اجمعین

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ سدید الدین مرعشی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ابواسحاق شامی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ابواحمد ابدال قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ابومحمد بن ابواحمد قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ابویوسف ناصرالدین قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت محبوبِ جلّ وعلا سید شاہ امیر ابوالعلا قدس سرہ

نقشبندیہ سلسلہ

جس میں آپ کو بیعت حاصل تھی

الٰہی بحرمت صاحب جذبات الٰہیہ امیر شاہ ابوالعلا قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امیر سید شاہ عبداللہ قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ محمد یحیٰ نقشبندی الاحراری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عبدالحق المشتہر بحی الدین نقشبندی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سرحلقۂ نقشبندیاں، مقتدائے اہل یقین، خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند قدس اللہ سرہ

اس کے بعد اوپر کا شجرہ بہت معروف و مشہور ہے۔ نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ حضرت جدّ نا منشی شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری (۱۲۱۸ھ المولود۔ المتوفی ۱۲۸۱ھ) اپنی

کتاب ''نجات قاسم'' مطبوعہ اشرف الاخبار، آگرہ، ۱۲۷۳ھ، ص ۴۴ میں تحریر فرماتے ہیں:

''چنانچہ ہمارے حضرت نے ترکیب توجہ کی تو حضرت خواجہ صاحب قدس اللہ سرہ کی یعنی 'توجہ عینی' اور ترکیب مراقبہ حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی، اور اذکار و اوراد دونوں سلسلوں کے اپنے طریقہ میں جاری کیا۔ جب سے یہ طریقہ عالیہ ابوالعلائی کہلایا۔ مریدوں کو آپ اکثر تو شجرۂ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا عنایت فرماتے تھے۔ اور جو کوئی درخواست بیعت کی خانوادۂ چشتیہ میں کرتا تھا۔ تو اس کو شجرۂ عالیہ چشتیہ کا عطا فرماتے تھے۔ اس ترتیب سے کہ اسمائے متبرکہ حضرات خواجگان چشت کے جناب حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی قدس اللہ سرہ تک۔ بعد اس کے نام نامی اپنا تحریر فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ حیات اللہ منعمی قدس سرہ بھی اپنی کتاب 'حجتہ العارفین' میں لکھتے ہیں کہ ''میں نے دارالخیر اجمیر میں خادموں کے پاس اگلے وقت کے شجرے سلسلہ چشتیہ ابوالعلائیہ کے اسی ترتیب سے لکھے ہوئے دیکھے۔ اور اکبرآباد میں مزار شریف سے حضرت محبوب جل و علا قدس اللہ سرہ العزیز کے بھی۔ ان کو اسی ترتیب سے بشارت ہوئی۔ اور برادرم حاجی سید شاہ عطا حسین ابوالعلائی القمری دام عرفانہ بھی اپنی کتاب 'نسبت العاشقین' میں ایسا ہی کچھ لکھتے ہیں'' [۱]

الغرض حضرت خواجہ غریب نواز کی جناب سے نعمت اویسیہ عینیہ آپ کو ملی اسی کا اثر تھا کہ جس پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی وہ جذبات عشق الٰہیہ سے مالا مال ہو جاتا، صرف یہی نہیں بلکہ جس نے آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت کر لی وہ نسبت لی مع اللہ سے فائز ہو گیا۔

پھر اس کو ریاضت و مجاہدہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی، مگر سیر لا متناہی اور جذب الٰہی اس کو پھر کسی غیر کے طرف مائل نہیں ہونے دیتا۔ اور لا عیش الا عیش الاخرۃ کا پیکر مجسم ہو جاتا۔ آپ کا جمال با کمال بلا شبہ آئینہ جمال مصطفوی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)

کشف و کرامات......

آپ کے کشف و کرامات اور خرق و عادات کے بہتیرے واقعات ہیں جو آپ کی سوانح حیات میں بہ تفصیل مذکور ہیں[۲]

وفات و مزار......

آپ ۹ ر صفر ۱۰۶۱ھ ۷۱ سال کی عمر شریف میں واصل بحق ہوئے اور اکبر آباد آگرہ ہی میں دفن فرمائے گئے۔ آپ کا مزار اکبر آباد آگرہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء......

آپ کے خلفاء کی تعداد جن سے سلسلہ ابوالعلائیہ کی نشر و اشاعت ہوئی۔ یوں تو بہت ہے۔ مختلف بزرگوں نے مختلف دیار و امصار کو اپنا فیض پہنچایا مثلاً حضرت خواجہ محمد وفا المعروف حافظ محمد صالح نے اس سلسلہ عالیہ کو ملک دکن و برہان پور وغیرہ میں پھیلایا، اسی طرح حضرت سید محمد کالپوی کے سلسلہ میں حضرت شاہ افضل الہ بادی و حضرت شاہ محمد خوب اللہ الہ آبادی وغیرہ صاحبان دائرہ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی ہیں۔ لیکن ہمیں یہاں ان سے بحث نہیں ہم ذیل میں صرف چند ایسے بزرگوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کے فیض کرم سے صوبہ بہار میں سلسلہ عالیہ کی نشر و اشاعت ہوئی اور آج بھی مختلف خانقاہوں کے ذریعہ صوبہ

بہار میں اس سلسلہ عالیہ کا فیض عام ہے۔

آپ کے خلفاء صوبۂ بہار میں......

حضرت سیدنا ابوالعلاء کے خلفائے ذی ارشاد میں جن بزرگوں نے صوبۂ بہار میں قدم رکھا ان میں سب سے پہلا نام نامی حضرت محبوب الصمد میر سید دوست محمد کا آ چاہئے۔

......میر سید دوست محمد......

حضرت محبوب الصمد میر سید دوست محمد کی ولادت ۱۰۰۵ھ اور وفات ۱۱۰۳ھ میں ہوئی، مدت عمر ۹۸ سال ہے۔

صوبۂ بہار میں جتنی خانقاہیں اس وقت ابوالعلائیت کا دم بھرتی ہیں، ان سب کے سرچشمہ حضرت محبوب الصمد میر سید دوست محمد ہی ہیں، پھر آپ کی عمر شریف کا آخری حصہ چونکہ اورنگ آباد (دکن) میں گذرا، اس لئے ان اطراف میں بھی آپ کا فیض جاری ہوا اور بلکہ ۹۰ رسال کی عمر میں ۱۱۰۳ھ میں وہیں واصل بحق ہوئے اور مزار بھی وہیں اورنگ آباد (دکن) تکیہ مسافر شاہ میں ہے۔ آپ کے اجل خلیفہ حضرت قطب ارشاد شاہ محمد فرہاد دہلوی (المولود ۱۰۴۴ھ المتوفی ۱۱۴۵ھ) ہیں اور انہیں حضرت شاہ محمد فرہاد سے دو شاخوں یعنی حضرت شاہ اسداللہ (المولود ۱۰۵۴ھ المتوفی ۱۱۴۷ھ) وحضرت مولانا شاہ برہان الدین خدا نما (المولود ۱۰۹۹ھ المتوفی ۱۱۸۹ھ) کے ذریعہ ابوالعلائی فیضان صوبہ بہار میں پہنچا ہے اور پھر حضرت شاہ اسداللہ قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت حاضر بارگاہ لولاک مخدوم شاہ محمد مُنعَم پاک (المولود ۱۰۸۲ھ والمتوفی ۱۱۸۵ھ) نے جو حضرت قطب الارشاد شاہ محمد فرہاد قدس

سرہٗ کے بھی صحبت یافتہ تھے۔ صوبۂ بہار میں اس سلسلہ عالیہ کو گھر گھر پہنچا دیا۔

حضرت محمد مُنعَم پاک ...... [۳]

(المولود ۱۰۸۲ھ والتوفی ۱۱۸۵ھ)

حضرت حاضر بارگاہ لولاک مخدوم شاہ محمد منعم پاک ۱۰۸۲ھ میں قصبہ پچنہ، متصل قصبہ شیخ پورہ، ضلع مونگیر (اب شیخ پورہ ضلع ہو گیا ہے) میں پیدا ہوئے، یہ زمانہ نورالدین جہانگیر شاہ کا تھا، چار سال کا سن تھا کہ سایۂ پدری سر سے اُٹھ گیا۔ یتیم ہو کر ننہال میں پرورش پائی۔

تعلیم وبیعت ......

ہوش سنبھالا تو ترقیات علم کے جذبات نے دل کو بے چین کیا۔ اپنے مکان سے تقریباً دس کوس پچھّم بہار پہونچے اور یہاں علوم مروجہ حاصل کرنے لگے جس وقت سن شریف بیس سال کا تھا۔ حضرت مخدوم سید شاہ خلیل الدین خلف الرشید و جانشین حضرت شاہ جعفر دیوان قدس سرہٗ کے فیض بخشی کا شہرہ سن کر مشتاق زیارت ہوئے اور قصبہ باڑہ، ضلع پٹنہ پہنچ کر مرید ہوئے اور قادریہ قلندریہ طریقہ کا سلوک طے فرمانے لگے دس برس تک ریاضات ومجاہدات شاقہ کرتے رہے۔ پیرو مرشد نے آپ کی ہمت بلند واستعداد وسیع دیکھ کر فامایا کہ ’’بابا! علم سے فقیر کو جلا ہوتی ہے، علم حاصل کرو‘‘ پھر اپنے سلسلہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرما کر ۱۱۱۲ھ میں تیس برس کی عمر میں تحصیل علم کے لئے دہلی روانہ کر دیا۔ دہلی پہنچ کر جامع مسجد سے متصل مدرسہ میں علوم دینیات حاصل فرمانے لگے۔

درس وتدریس وتالیف ......

تکمیل علم کے بعد اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے تین رسالے مکاشفات منعمی (۱۱۱۹ھ)، الہامات منعمی (۱۱۲۰ھ) اور مشاہدات منعمی (۱۱۲۲ھ) لکھے۔ دہلی کے مدرسہ میں گیارہ سال تک درس میں مشغول رہے۔

حضرت شاہ محمد فرہاد سے اکتساب فیض......

اس کے بعد ۱۱۲۴ھ میں حضرت قطب ارشاد شاہ محمد فرہاد قدس سرہٗ کے حضور میں حاضر ہوئے اور سلوک طریقہ ابوالعلائیہ حاصل فرمانے لگے، اس طرح مزید گیارہ سال ریاضات ومجاہدات میں بسر فرمائے۔

حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ نے اپنے آخر زمانہ میں حضرت شاہ اسد اللہ سے فرمایا کہ

"محمد منعم کی ہمت بلند اور استعداد وسیع ہے۔ مجھے وقت نہیں ملاتم ان کے سلوک کی تکمیل کراکر اس خانوادہ کی نعمت تفویض کر دینا"۔

حضرت شاہ اسد اللہ کے اکتساب فیض......

چنانچہ ۱۱۳۵ھ میں حضرت قطب ارشاد واصل بحق ہونے کے بعد حضرت شاہ اسد اللہ قدس سرہ جانشین ہوئے تو پیر مرشد کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت محمد مُنعَم پاک پر اپنی توجہ خاص رکھی۔ چھ مہینے گذرنے کے بعد ایک دن حضرت مخدوم شاہ محمد مُنعَم کو مخاطب کر کے حضرت شاہ اسد اللہ نے فرمایا کہ "اتنے دنوں حضرت کی صحبت میں رہے بعدہ اب میری صحبت میں ہیں، کچھ فائدہ معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟، آپ نے عرض کیا کہ "میں مبتدی ہوں مجھکو کیا معلوم"، حضرت نے فرمایا کہ "آں صاحب تختہ مشق ہستید"، پھر آپ کو سامنے بٹھا کر

توجہ عینی دی جس سے آپ کے جسم میں لرزہ طاری ہوگیا اور حواس باقی نہ رہے، حضرت مخدوم شاہ محمد مُنعمؒ فرماتے تھے:

''جس وقت حضرت نے توجہ دی معلوم ہوا سرخ رنگ کی دو سیخیں حضرت کی آنکھوں سے نکل کر میری آنکھوں میں ہوکر دل میں پہنچ گئیں۔ اس کے بعد سے جب وہ تاریخ آتی ہے تو وجدانی کیفیت کا وفور ہو جاتا ہے، چند دنوں آپ کو ہوش نہ آیا۔ بعد افاقہ کے سلسلہ کی اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا''۔

خانقاہ حضرت فرہاد کی سجادہ نشینی......

۱۱۳۷ھ میں حضرت شاہ اسد اللہ قدس سرہٗ کا بھی وصال ہوگیا تو آپ کے مریدین خاص و مشائخین شہر نے حضرت مخدوم شاہ محمد مُنعمؒ کو ان کا جانشین بنایا۔ اس طرح آپ خانقاہ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہٗ، دہلی کے سجادہ نشین قرار پائے۔ اس وقت آپ کا سن شریف پچپن سال کا تھا، اس وقت سے کامل پچیس سال تک دہلی میں آپ کا فیض عام جاری رہا، اور طالبان راہ خدا کی ہدایت و دستگیری فرماتے رہے۔

ورود عظیم آباد......

اس کے بعد آپ نے باشارۂ غیبی ۱۱۶۲ھ میں عظیم آباد (پٹنہ) کا رخ فرمایا۔ یہاں تشریف لاکر مسجد مُلّا تقی، محلہ بخشی، پٹنہ میں قیام فرمایا۔ کچھ دنوں بعد حضرت مخدوم الملک مخدوم شرف الدین احمد بہاری کے مزار پر حاضر ہوکر چلّہ کش ہوئے اور وہاں بھی فیضیاب ہوکر پٹنہ واپس تشریف لائے۔ اور ایک انبوہ کثیر حلقۂ ارادت میں داخل ہوا۔

عظیم آباد سے ترک سکونت کا قصد......

لیکن کچھ دنوں قیام کے تجربہ سے پٹنہ میں دلبستگی نہ ہوئی۔ اس لئے برداشتہ خاطر ہو کر قصد سفر فرمایا چنانچہ سامان سفر مہیا و درست ہوگیا۔ اور کشتی بھی کرایہ پر لے لی گئی۔ روسائے عظیم آباد خصوصاً خواجہ زادگان جو آپ کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے اس خبر کو سنکر بہت مُشَوَّش ہوئے اور اپنی اپنی انتہائی کوششیں صرف کیں کہ حضرت کا خیال بدلے اور قصد سفر ملتوی ہو مگر کامیابی نہیں ہوئی۔

آخری شب میں قوالوں نے خواجہ زادوں سے آکر عرض کی کہ "اگر آپ لوگ فرمائیں تو ہم اس سفر کو ملتوی کرادیں"، خواجہ زادوں کی تو دلی مراد تھی وافر انعام کا وعدہ کیا، قوال بہت علی الصباح مسجد میں حاضر تھے۔ روانگی کا وقت قریب ہوا تو قوالوں نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ "ہم لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ حضور تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ آخری خدمت ہوگی اگر حکم ہو تو اس وقت کچھ سنائیں"، فرمایا گیا کہ "اب وقت کہاں ہے"؟، قوالوں نے کہا کہ "مسجد سے کشتی تک کی اجازت ہو" اس وقت مریدین و معتقدین کا اژدہام تھا۔ ہزار ہا بے قرار و مضطرب دل مشایعت کے لئے باچشم تر حاضر تھے۔ حضرت مسجد سے باہر تشریف لائے قوالوں نے ساز ملا کر حضرت شیخ مصلح الدین سعدیؔ شیرازی کی غزل شروع کی۔ جس کا مطلع و مقطع حسب ذیل ہے۔

مطلع :

سرو سیمینا بصحرا می روی   نیک بے مہری کہ بے ما می روی

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو   تو کجا بہر تماشا می روی

مقطع :

دیدۂ سعدی ودل ہمراہِ تُست   تانہ پنداری کہ بے مامی روی

اس غزل کا ہر شعر حسب حال تھا مشتاقان جمال جہاں روتے روتے بیخود وبے حواس ہوئے۔ کشتی تک پہنچتے پہنچتے کوئی ہوش وحواس میں نہ تھا۔ خود حضرت کی چشم مبارک اشکبار تھی، کشتی کے قریب پہنچ کر قصد ملتوی فرمادیا سب لوگ خوش وخرم مسجد میں واپس آئے۔

پٹنہ میں مستقل توطُّن......

اس کے بعد پٹنہ میں مستقل توطن اختیار فرمالیا۔ اور صرف مسجد مُلّا تقی سے مسجد مُلّا میتن میں اقامت تبدیل فرمائی جو قریب ہی میں ہے۔

آپ مدت عمر متاہل نہ ہوئے۔ تجرد کی زندگی بسر فرمائی۔

اخلاق وعادات......

توکل کا یہ حال تھا کہ بعد نماز عشا لوٹون سے پانی گرادیا جاتا۔ فرماتے کہ توکل کے خلاف ہے کہ کوئی چیز صبح کے مصرف کے لئے رکھ چھوڑی جائے۔ صحبت وتاثیر کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ جو شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا۔ دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھرلیا، بیک جنبش چشم دولت فقر سے مالا مال ہوگیا۔

سلسلۂ مُنعِمیّہ[۴]

چونکہ آپ کو فیضان روحانی اولاً بلا واسطہ بطریق اویسی حضرت محبوب سبحانی سیدنا

محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ سے پہنچا تھا، بعدہٗ ابوالعلائی فیضان کہ مرکب چشتیہ ونقشبندیہ سے ہے۔ حضرت قطب الا شاد شاہ محمد فرہادو حضرت شاہ اسد اللہ قدس اسرارہما کے واسطے سے پہنچا۔ پھر حضرت مخدوم الملک سے روحانی طور پر بلا واسطہ فیضیاب ہوئے۔ ان چاروں طریقوں کی کیفیت ونسبت نے مل کر ایک خاص رنگ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے اس سلسلہ کے مریدوں نے اس سلسلہ کا نام "**مُنعَمِیّہ**" رکھا۔

انتساب قادریت وفیضان ابوالعلائی......

حضرت مخدوم کے ابتدائی زمانہ میں نسبت قادریہ کا وفور رہا۔ کیونکہ حضرت کا سلسلہ بیعت حضرت سید نجم الدین شعلہ قلندر قادری سے ملتا ہے۔ اسی قادریہ قلندریہ کے اشغال واذکار اکتساب میں رہے۔ اس سبب سے حضرت کی قادریت پر قلندریت کا غلبہ رہا کیا۔ تاواقعہ کہ "آں صاحب تختۂ مشق ہستید"۔

بعد حصول فیضان ابوالعلائی نسبت وکیفیت ابوالعلائیہ کا زور شور رہا۔ ایسے زبردست نعرے لگاتے کہ انسان ان کے سننے کا متحمل نہ ہوتا۔ متاع ہوش وخرد گم کر دیتا۔ اور مدہوش بیخود ہو جاتا۔

کیفیت فردوسیہ......

آخر عمر شریف میں بسبب کبرسنی ہمیشہ عالم استغراق رہتا اور کیفیت فردوسیہ کا وفور رہتا۔

بارگاہ رسالت سے اویسیت......

یہی وہ زمانہ تھا کہ بارگاہ رسالت سے بھی اویسیت حاصل ہو چکی تھی، ان دنوں اگر کسی مرید یا کسی دوسرے شخص نے کچھ دریافت کیا، یا کوئی دوسری اشد ضرورت ہوتی تو نرمی وملائمت کے ساتھ گفتگو فرماتے اور بعض بعض سوالات دوسرے دن یا دوسرے وقت کیلئے بھی اٹھار کھتے۔ جن سے اہل زمانہ کو یہ پتہ چلنے لگا کہ جوابات از طرف خود نہیں ہوتے ہیں۔ بعض باتیں مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ السلام سے دریافت واستفسار کے بعد بیان فرمائی جاتی ہیں جن میں سے مستند ومشہور واقعہ موئے مبارک شریف پھلواری بعہد تاج العارفین شاہ مجیب اللہ پھلواری قدس سرہٗ العزیز ہے۔

حاضر بارگاہ لولاک......

اسی پر آپ کے معاصرین نے آپ کو "حاضر بارگاہِ لولاک" کے خطاب سے جان لیا۔ بارگاہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مقبولیت اس درجہ تھی کہ وہاں سے مشائخین زمانہ کو بالواسطہ و بلاواسطہ آپ کی طرف رجوع کا حکم ہوتا۔ چنانچہ حضرت شاہ محمد فاضل رہی انہیں بزرگوں میں سے تھے جو وہاں کے اشارہ سے حاضر خدمت ہوئے۔

وجد وذوق وفضل وکمال......

وجد وذوق کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ جتنے لوگ حاضر مجلس رہتے سب کے سب نسبت میں اسیر ہوکر کیفیت میں سرشار ہوجاتے۔ آپ کی مجلسوں میں اپنے بیگانے کا کوئی فرق نہ ہوتا سب پر یکساں اثر پڑتا۔

نسبت جذبیہ آپ کی تصفیہ وتزکیہ میں اس قدر زود اثر تھی کہ کدورتہائے باطنی وزنگ نا
تبہ کاروں سے صاف کر کے نور صفائی دل میں منزل گزیں کرتی۔

بلاشبہ آپ اپنے وقت کے غوث وقطب عالم تھے، آپ کی اسی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ آپ
کے خلفا بھی بڑے بڑے مدراج کے صاحب کمال گذرے ہیں۔

یوں تو حضرت سیدنا ابوالعلاء قدس سرہٗ کے خلفاء کے ذریعہ سے بنگالہ خصوصاً ڈھاکہ،
غیرہ اور علاقہ بمبئی وناسک، عرب وحجاز، رنگون، ماندلہ، جاوہ، صوبۂ آگرہ واودھ الہ آباد وغیرہ تمام
فیضان پہنچا ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ صوبۂ بہار میں جس کے دست فیض وکرم سے اس سلسلہ
نے ترقی کی ہے وہ حاضرِ بارگاہِ لولاک حضرت مخدوم محمد مُنعَم ہی کی ذات گرامی ہے، اور بحمد اللہ اس
وقت بھی اسی ذات گرامی کی یہ جلوہ گری ہے کہ صوبۂ بہار ابوالعلائی فیضان کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس
پورے صوبہ میں شاید ہی دو چار خانقاہیں ایسی ہوں گی کہ اس سلسلہ کے فیضان سے خالی ہوں۔

هنوز آن ابر رحمت دُرفشان است
خم و خمخانه با مهر و نشان است

وفات ومزار......

آپ نے ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر شریف میں ۱۳؍رجب، پنجشنبہ کا دن
گذار کر شب چہار دہم، یوم جمعہ ۱۱۸۵ھ کو اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت
فرمائی۔ آپ کا مزار احاطۂ مسجد میتن، محلہ بخشی، عظیم آباد (پٹنہ) میں مرجع وزیارت گاہ خاص و
عام ہے۔

خلفاء......

حضرت مخدوم شاہ محمد مُنعَم پاک کے خلفائے ذی ارشاد میں حضرت مخدوم شاہ حسن رضا، حضرت شاہ منیری بہاری، حضرت صوفی شاہ محمد دائم، حضرت شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون، حضرت شاہ اہل اللہ، حضرت مخدوم شاہ حسن علی، حضرت خواجہ رکن الدین عشق، حضرت سید شاہ غلام حسین منعمی داناپوری قدس اللہ اسرارہم۔

حضرت مخدوم شاہ حسن رضا

(المولود ۱۱۵۴ھ المتوفی ۱۲۱۵ھ)

حضرت مخدوم شاہ حسن رضا رائے پوری فتوحوی کو حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک کے خلفاء ہیں۔ یہ تقدم وفضیلت حاصل ہے کہ حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک کے بعد آپ کے کل خلفاء نے بالاتفاق آپ ہی کو آپ کا جانشین تسلیم کیا۔ آپ اپنی زندگی تک برابر بخشی محلّہ، پٹنہ میں مقیم رہ کر فیض بخشی کرتے رہے۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین نے رائے پورہ فتوحہ کے قیام کو پسند کیا۔ اور اب تک وہیں آباد ہیں۔

حضرت شاہ منیری بہاری

حضرت شاہ منیری بہاری کا فیض وکرم حضرت کے وطن چشتی پور، متصل بہار میں جاری رہا، لیکن اب اس خانوادہ میں کوئی خانقاہ نہیں۔

حضرت صوفی شاہ محمد دائم

(المتوفی ۱۲۱۲ھ)

حضرت صوفی شاہ محمد دائم ڈھاکہ میں سکونت پذیر تھے۔ اور وہیں آپ کی خانقاہ بہت بافروغ رہی اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ سے صوبۂ بہار میں بھی آپ کے واسطہ سے اس سلسلہ کی بہت اشاعت ہوئی۔

حضرت شاہ بساون

(المتوفی ۱۲۱۰ھ)

حضرت شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون نے اپنے وطن کورجی، متصل پٹنہ میں قیام فرمایا۔ اور وہیں آپ کی خانقاہ رہی مگر اب کوئی باقی نہیں ہے۔

حضرت شاہ اہل اللہ

(۱۱۴۵ھ تقریباً ۱۲۲۴ھ)

حضرت شاہ اہل اللہ پیر بگہ (متصل چاکند، گیا) کا فیضان بھی بہت کچھ پھیلا۔ اب آپ کے سلسلہ کا نام لیوا کوئی باقی نہیں ہے۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی

(۱۱۴۳ھ ۱۲۲۴ھ)

حضرت مخدوم مُنعم پاک کے خلفائے ذی ارشاد میں سے حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کی وہ ذات گرامی ہے جس کے واسطہ سے سب سے پہلے حضرت مخدوم الملک

مخدوم شاہ شرف الدین بہاری کی خانقاہ میں منعمی ابوالعلائی فیضان پہنچا ہے۔ آپ کی خانقاہ محلّہ خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ میں آباد ہے۔

خلفاء اوران کے ذریعہ فیضان ابوالعلائی کی اشاعت......

مخدوم شاہ حسن علی کے خلفاء میں سے حضرت مخدوم شاہ یحییٰ علی صفی پور، نو آبادہ میں آسودہ ہیں اوراب تک خانقاہ آباد ہے، خانقاہ اسلام پور، ضلع پٹنہ میں حضرت مخدوم شاہ یحییٰ علی کے واسطہ سے حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہٗ کو منعمی ابوالعلائی فیضان پہنچا۔ اوران سے حضرت مخدوم شاہ امین الدین، سجادہ نشین خانقاہ مخدوم الملک، بہار مستفیض ہوئے، چنانچہ آج بھی منعمی ابوالعلائی فیضان سے خانقاہ واہالیان خانقاہ تاباں و درخشاں ہیں، حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کے خلفائے ذی ارشاد میں حضرت شاہ عبدالمغنی اور حضرت شاہ عبدالغنی قدس اللہ اسرار ہما پھلواروی بھی ہیں اور یہ سلسلہ اب تک باقی ہے۔ حضرت مخدوم شاہ حسن علی کے محبوب ترین خلیفہ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ المخاطب حسن دوست کریم چکی ہیں، کریم چک چھپرا سے بھی منعمی فیضان کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی۔

حضرت سید شاہ سلطان احمد داناپوری بھی حضرت مخدوم شاہ حسن علی کے مرید و خلیفہ تھے، ان سے حضرت سید شاہ عطا حسین ابن حضرت سید شاہ سلطان احمد داناپوری کو سلسلہ پہنچا ہے۔

حضرت مولوی شاہ عماد الدین حسین، متوطن قریہ چک مجاہد، علاقہ مظفر پور بھی حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ اب اس خانوادہ میں کوئی باقی نہیں ہے۔

حضرت عشق

(المولود ۱۱۳۷ھ المتوفی ۱۲۰۳ھ)

حضرت خواجہ رکن الدین عشق قدس سرہٗ حضرت قطب الارشاد شاہ فرہاد دہلوی کے دوسرے خلیفہ حضرت مولانا شاہ برہان الدین خدا نما کے مرید و خلیفہ تھے۔ پھر حضرت عشق (المولود ۱۱۳۷ھ والمتوفی ۱۲۰۳ھ) حضرت حاضر بارگا لولاک مخدوم شاہ محمد مُنعِم پاک کے فیضان صحبت سے بھی مالامال اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا مزار فائیض الانوار محلّہ بخشی گھاٹ، تکیہ عشق، عظیم آباد میں ہے۔ آپ کا دیوان اُردو "یادگار عشق" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

خلیفہ......

آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ (المولود ۱۱۵۹ھ المتوفی ۱۲۵۵ھ) اور ان کے خلیفہ اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین (المولود ۱۲۰۳ھ والمتوفی ۱۲۵۵ھ) دور آخر کے امام مرشد اعلیٰ، طبیب روحانی، ولی کامل، آفتاب طریقت، ماہتاب حقیقت گذرے ہیں۔ آپ سے بھی بہت کچھ صوبہ بہار میں اس سلسلہ کی ترقی ہوئی۔ آپ کا مزار بھی محلّہ میتن گھاٹ، پٹنہ میں حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے متصل ہے۔ آپکی تصنیف سے سلوک میں ایک کتاب "جواہر الانوار" بزبان فارسی ہے، اور "فائض البرکات" ملفوظات حضرت خواجہ شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ و "فرحت انتساب" ملفوظات حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ المخاطب بہ حسن دوست کریم چھپ چکی ہے۔

آپ کے خلفائے ذی ارشاد بھی عالی منزلت و ذی مرتبت کثیر تعداد میں ہوئے ہیں۔

حضرت سید الواصلین

حضرت سید الواصلین سید شاہ غلام حسین منعمی داناپوری (المولود ۱۱۶۸ھ المتوفی ۱۲۵۴ھ) خاندانی پیرزادے تھے۔ مگر اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے وقت کمسن تھے، اس لئے نہ ان سے بیعت کر سکے اور نہ خاندانی سلسلہ جاری فرما سکے۔ سن شعور کو پہنچ کر حضرت حاضر بارگاہ لولاک مخدوم شاہ محمد مُنعَم پاک قدس سرہٗ کے حضور میں حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ بعدہٗ سلوک ابوالعلائی طے کرنے لگے بہ سبب ریاضات ومجاہدات شاقہ وتوجہ پیر طریقت بہت جلد اس سلسلہ کی نسبت مِلک ہوئی اور یوماً فیوماً منازل ومدراج سلوک طے پا کر نمایاں ترقی ہونے لگی۔ پھر اجازت وخلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ حضرت مخدوم کے بعد تقریباً ۶۹ سال تک تشنہ کامانِ راہِ طلب کی پیاس بجھاتے رہے۔ اور ابوالعلائی فیضان لوگوں کو پہونچاتے رہے۔

اگرچہ آپ کو اس عالم ظاہر میں اپنے والد ماجد سید شاہ ولی اللہ قدس سرہ سے حصول فیضان کا موقع نہیں ملا۔ لیکن عالم اوراح میں بصورت مثالی والد ماجد کے فیضان سے بھی فائز ہوئے۔ حضرت سید شاہ ولی اللہ کو اپنے نانا بزرگوار حضرت مخدوم شاہ مبارک قدس سرہٗ نو آبادی، پٹنہ سے بیعت حاصل تھی چونکہ مشائخ متاخرین کا یہ معمول رہا ہے کہ جب کسی کو کسی بزرگ سے بذریعہ اویسیت سلسلہ کی اجازت پہنچتی ہے تو وہ اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے۔ اجرائے سلسلہ کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہاں بعد کے لوگ ذکر اذکار واشغال وغیرہ میں استناد کر سکتے ہیں۔ البتہ اس عالم سے خاص طور پر اجرائے سلسلہ کی اجازت کے بعد اس کا بھی امکان ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم شاہ محمد مبارک قدس سرہٗ نے اپنے مرید و خلیفہ شاہ محمد مقیم قدس سرہٗ کو عالم رویا میں فرمایا کہ ''میرے تمامی سلسلوں کی اجازت نور چشم غلام حسین داناپوری کو دیدو'' اور ادھر حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری کو بشارت ہوئی کہ

میرے مرید وخلیفہ سید شاہ محمد مقیم ہیں۔ ان سے میرے سلسلہ کی اجازت حاصل کرو۔ کہ آبائی سلسلہ بھی زندہ رہے۔

چنانچہ اسی کے بموجب حضرت سید الواصلین سید شاہ غلام حسین قدس سرہٗ نے حضرت سید شاہ محمد مقیم قدس سرہٗ سے بھی کل سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل کی۔[۵]

خلفاء......

آپ کے خلفاء میں

سید شاہ فرید الدین احمد، سید شاہ وحید الدین احمد، حکیم سید شاہ مراد علی، سید شاہ فدا حسین، سید شاہ کاظم حسین، اور حضرت سید شاہ عطا حسین وغیرہ قدس سرھم ہیں۔

جانشین......

ان میں سے آپ نے اپنے آخر عمر شریف میں اپنے پوتے ومرید حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین قدس سرہٗ کو اپنا مجاز کل وخلیفۂ مطلق وجانشین بنایا۔ اور کل تبرکات خاندانی سپرد فرمایا پھر مرض موت میں بھی اسکی تجدید کیلئے خاندان کے تمامی اعزہ کو بلا کر سب کے سامنے خاندانی تبرکات نکالے گئے۔ اور حضرت سید محمد جہانگیر قدس سرہٗ کا خرقۂ مبارک و حضرت مخدوم شاہ مُنعِم پاک کے یہاں کی دستار حضرت سید شاہ عطا حسین کو پہنائی اور حضرت مخدوم شاہ محمد مُنعِم پاک کی تسبیح عطا فرمائی۔ اور سب کے سامنے فرمایا کہ

''میں نے ان کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا''۔

اس وقت حضرت سید الوصلین کے دوسرے بیٹے و پوتے بھی موجود تھے۔ کسی کی

بیعت لی گئی۔ کسی کو مختلف سلاسل کی اجازت دی گئی۔

مزار......

آپ کا مزار دانا پور، محلّہ شاہ صاحبان، مقبرۂ اجداد میں مرجع خاص وعام ہے۔

سید شاہ عطا حسین

(المولود ۱۲۳۲ھ المتوفی ۱۳۱۱ھ)

حضرت عمدة المتوکلین، زبدة العارفین، قطب وقت، حاجی الحرمین الشریفین مرشد آفاق، سید شاہ عطا حسین المبشر یہ سید عبدالرزاق قمری المنعمی قدس سرہٗ اپنی نانہال عظیم آباد (پٹنہ) میں تیئیسویں رمضان المبارک ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن کا زمانہ نانہال ہی میں گذرا۔ آپ کے نانا بزرگوار سید شاہ شمس الدین حسین منعمی اور جدامجد حضرت سید شاہ غلام حسین منعمی داناپوری دونوں حقیقی بھائی تھے۔ حضرت سید شاہ شمس الدین حسین کی شادی حضرت سید شاہ عبدالمنان قادری قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کا قیام محلّہ مغلپورہ میں رہا۔ اُسی نسبت سے آپ سلسلۂ قادریہ منّانیہ کے مجاز وخلیفہ وجانشین بھی ہوئے۔

الغرض حضرت سید شاہ عطا حسین قدس سرہٗ نے سولہ سال کی عمر میں اپنے جد بزرگوار حضرت سید شاہ غلام حسین منعمی داناپوری سے سلسلہ چشتیہ خضریہ منعمیہ میں بیعت کی اور حسب ہدایت جدّ بزرگ اپنے ماموں اعلیٰ حضرت سید شاہ قمرالدین حسین کے خدمت اقدس میں حاضر ہو سلسلہ ابوالعلائیہ کا سلوک طے فرمانے لگے۔

اعلیٰ حضرت سید شاہ قمرالدین حسین کو حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ مرید وخلیفۂ حضرت شاہ رکن الدین عشق قدس سرہٗ کے واسطہ سے یہ سلسلہ ملا تھا۔ جو حضرت

مولانا برہان الدین خدا نما کے مرید وخلیفہ اور حضرت مخدوم منعم پاک کے صحبت یافتہ اور خلیفہ تھے۔

نیز اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین کو یہی سلسلہ ابوالعلائیہ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ المخاطب بہ حسن دوست کریم چکی، مرید وخلیفۂ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کے واسطہ سے پہنچا ہے۔ یہ خالص منعمی فیضان تھا۔ اس لئے آپ کی ذات پاک مجمع البحرین تھی۔ اس طرح حضرت سید شاہ عطا حسین قدس سرہٗ کی پوری تعلیم و تربیت اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین کی صحبت میں ہوئی۔ اور سلسلہ کی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ اور بیعت وابتدائی تعلیم اپنے جدّ امجد حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری سے حاصل کی۔

پھر اپنے نانا بزرگوار سید شاہ شمس الدین حسین سے سلسلہ قادریہ منّانیہ کی اجازت و خلافت ملی۔ اس کے علاوہ جملہ اوراد ووظایف خاندان منّانیہ کے اور شغل و درود طریقہ حضرت سید حسن رسول نما دہلوی نانا بزرگوار کے واسطہ سے حاصل کیا۔

سنہ ۱۲۶۰ھ کے اوائل میں پیادہ پاحج وزیارت حرمین کے لئے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں متعدد بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ان میں سے حضرت مخدوم بدیع الدین قطب مدار، مکن پورا اور حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء اکبر آبادی اور حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء بدایونی وحضرت قطب وقت مولانا شاہ فخر الدین فخر دہلوی اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کا کی اور حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس اللہ اسرارہم کے الطاف وکرمہائے بے غایت سے بہت زیادہ سرفراز ہوئے۔ بلکہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء اکبر آبادی وحضرت قطب الا

قطاب خواجہ قطب الدین بختیار کا کی وحضرت سید شاہ فخر الدین فخر دہلوی تینوں بزرگوں سے سلسلہ کی اجازت بھی بطریق اویسی حاصل ہوئی۔

مدینہ طیبہ کی حاضری میں بارگاہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بیحد نوازشیں ہوئیں۔دربار عالی کی حاضری نصیب ہوئی۔''عبدالرزاق'' کے نام سے پکارے گئے۔''عمدۃ المتوکلین'' کا خطاب ملا۔درودنجات کے ورد کی بلاواسطہ حضرت سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ہوئی،حضرت سیدۃ النساء العالمین نے بھی ایک درود تعلیم فرمائی اور اجازت دی۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وحضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے بھی فیض پایا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کوہ احد پر عالم مثال میں روبرو ملاقات ہوئی۔اسرار معانی کا انکشاف ہوا۔فیضان اویسیہ اویسی سے مالا مال ہوئے۔اسی طرح اور بھی بہت سے بزرگوں سے حصول فیضان کا تذکرہ آتا ہے۔

بعد حج و زیارت حرمین الشریفین حسب بشارت و اشارت حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وطن واپس تشریف لائے۔۱۲۶۵ھ سے بہ ایمائے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ گیا میں مستقل قیام فرمایا۔اور ابوالعلائی فیضان کا چشمہ زور شور کے ساتھ جاری ہوگیا۔دور دور سے تشنہ کامان اپنی اپنی پیاس بجھانے کو پہونچتے اور فائز المرام واپس جاتے۔

اخلاق وعادات

آپ خلق محمدی کا صحیح نمونہ تھے۔نہایت رحمدل،منکسر المزاج،خوش طبع وخوش خلق خصوصاً بچوں اور مجبوروں کے ساتھ نہایت شفقت ومہربانی سے پیش آتے۔

کوئی سائل آپ کے یہاں سے محروم واپس نہ ہوتا، بعض اوقات کچھ پاس نہ ہوتا تو سائل کو روک لیتے اور اس کے بعد جو کچھ آجاتا سائل کے حوالہ فرماتے۔ علاوہ اس کے اکثروں کے ساتھ پوشیدہ سلوک کرتے۔ کلام شیریں وسلسلۂ کلام نہایت مسلسل دل آویز ہوتا۔ تحریر وتقریر میں عبارت مقفّٰی مسجّع ہوتی تھی۔

تصنیفات

آپ کی تصنیفات میں سے چھوٹے بڑے تیس رسالے موجود ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

رسائل زبان فارسی:

ا۔ کنز الانساب ، مطبوعہ مطبع حیدری صفدری، بمبئی، ۲۔ کیفیت العارفین نسبت العاشقین، مبطوعہ مطبع منعمی ، گیا، ۳۔ دقیقۃ السالکین غیر مطبوعہ، ۴۔ حقیقۃ العارفین ، غیر مطبوعہ، ۵۔ اقوال المنعمیہ ، ۶۔ کلمات الواصلین، ۷۔ اسرار قمریہ ، ۸۔ معمولات اشرف، ۹۔ حقیقۃ الصلاۃ، ۱۰۔ نکات لطافت، غیر مطبوعہ۔

اُردو رسالے:

ا۔ دواز دہ مجلس رسول کریم، غیر مطبوعہ، ۲۔ تذکرہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ، ۳۔ مولود نبی کریم منظوم ، ۴۔ بہار نسیم منظوم ، ۵۔ تذکرہ صدیقیہ، ۶۔ تذکرہ فاروقیہ، ۷۔ تذکرہ عثمانیہ، ۸۔ مولود علی، ۹۔ تذکرۃ الشہادتین، ۱۰۔ تذکرہ امامین معروف بہ مولود حسن ومولود حسین علیہما السلام، ۱۱۔ مولود قادریہ، ۱۲۔ شہود چشتیہ، ۱۴۔ انوار قطبیہ، ۱۵۔ لمعات فریدیہ، ۱۶۔ فیض نظامیہ، ۱۷۔ اسرار نقشبندیہ، ۱۸۔ مثنوی سرّ حق ، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ، ۱۹۔ مثنوی سرّ

عطا، ۲۰ گنجینۂ اولیاء منظوم، ۲۱۔ فسانۂ دلپذیر منظوم، ۲۲ کتاب احوال واقعات سفرحج

بعض دیگر تصنیفات و رسائل کا تذکرہ کہیں کہیں سننے میں آجاتا ہے۔ لیکن وہ تصنیفات ورسائل اس فقیر کی نگاہ سے کبھی نہیں گذرے۔ اور نہ ان کا صحیح نام معلوم ہوسکا۔

آپ کی کیفیت بہت پرتاثیر ہوتی۔ مجلسوں میں جدھر رخ ہوجاتا۔ یا جدھر آنکھیں اُٹھ جاتیں لوگ سرشار ہوجاتے۔ آپ کے وجد وکیف کا اثر انسان کے علاوہ حیوان پر بھی پڑتا، بعض اوقات ساری مجلس آپ کے اثر سے پرکیف ہوجاتی۔ اور درودیوار پر آپ کی نسبت کا اثر ظاہر ہوتا۔

آپ کا وصال ۱۷ رماہ شوال ۱۳۱۱ھ میں ہوا۔

آپ کا مزار خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ، گیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

صوبۂ بہار میں حضرت عمدۃ المتوکلین کے وجود گرامی سے سلسلۂ ابوالعلائیہ کا فیضان ایسا عام اور پائیدار ہوا کہ آج اس صوبۂ بہار کو بھی سلسلۂ ابوالعلائی کا مرکز کہا جاسکتا ہے۔ واخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین

فقیر حسین الدین احمد

خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ، گیا

محرم الحرام ۱۳۵۲ھ

﴿حواشی﴾

[۱]۔یعنی حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القمری ابوالعلائی کو بھی جو اجازت سلسلہ کی حضرت سیدنا کی روحانیت سے ملی تھی۔اسی طرح سے تھی نام حضرت خواجہ غریب نواز کے بعد حضرت سیدنا ابوالعلا کا نام۔ اس کے بعد حضرت حاجی سید شاہ عطا حسن قدس سرہ کا نام ہے۔ حسین الدین

[۲]۔جن حضرات کو آپ کے مفصل سوانح حیات معلوم کرنے ہوں وہ نجات قاسم مصنفہ (۱۲۷۲ھ) حضرت شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری اور کیفیت العارفین مصنفہ (در ۱۲۶۰ھ) حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین ابوالعلائی قدس سرہ ملاحظہ فرمادین، دونوں کتابیں چھپکر شائع ہو چکی ہیں۔

[۳]۔آپ کا نام نامی محمد مُنعَم ہے۔انعام باب افعال سے اسم مفعول مُنعَم ہے نہ کہ اسم فاعل مُنعِم جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔اور مُنعِم کے نام سے رواج دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔جبکہ علَم میں تصرف کا حق کسی کو نہیں ہے۔ص

[۴] مُنعَمِیَہ ع پر زبر ہے نہ کہ زیر۔پتہ نہیں کس غرض سے مخدوم مُنعَم پاک کا نام بدل کر مُنعِم اور ان سے منسوب سلسلہ مُنعَمِیَّہ کو بدل کر مُنعِمِیَّہ کرنے پر مصر ہیں۔

[۶]۔یہاں پر آپ کے آبائی سلسلہ کا مختصر تعارف کرادینا مناسب نہ ہوگا۔

حضرت سید شاہ غلام حسین کے جد امجد سید شاہ محمد یسین قدس سرہ نانا بزرگوار سید شاہ محمد محامد داناپوری کے متبنیٰ و مرید خلیفہ و جانشین تھے اور وہ اپنے والد و ماجد سید شاہ جہانگیر قدس سرہٗ کے مرید خلیفہ جانشین تھے،سید شاہ محمد محامد کے دوسرے مرید و خلیفہ سید شاہ اعظم عرف سید شاہانو آبادی قدس سرہٗ اور ان کے مرید و خلیفہ محمد مخدوم مبارک نو آبادی ہوئے۔سید شاہ ولی اللہ داناپوری کو اپنے والد ماجد سید المجذ و بین سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہٗ سے بیعت کا موقع نہ ملا۔تو اپنے نانا سید شاہ محمد مبارک نوابادی سے مرید ہوئے ۔اجازت و خلافت بھی ملی اس رو سے یہ سلسلہ نانہالی آبائی ہوا اور نہ آبائی جدی۔چشتیہ سلسلہ حضرت سید شاہ محمد باصر قدس سرہٗ پدرزگوار حضرت سید المجذ و بیں و سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہٗ پر ختم ہو گیا تھا۔حضرت حسین الدین